قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعۃ المبارک 22 جولائی 2022ء | 22 ذوالحجہ 1443 ہجری قمری | 22 وفا 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:150

ارشادِ باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ ﴿۱۱۹﴾

(التوبہ: 119)

ترجمہ: اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور صادقوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

فرمانِ رسولؐ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا:

انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے۔ اس لئے اسے غور کرنا چاہئے کہ وہ کسے دوست بنا رہا ہے۔

(سنن ابی داؤد کتاب الادب باب من یومر ان یجالس)

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں:

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نیک ساتھی اور برے ساتھی کی مثال ان دو شخصوں کی طرح ہے جن میں سے ایک کستوری اٹھائے ہوئے ہو اور دوسرا بھٹی جھونکنے والا ہو۔ کستوری اٹھانے والا تجھے مفت خوشبو دے گا یا تُو اس سے خرید لے گا۔ ورنہ کم از کم تو اس کی خوشبو اور مہک سونگھ ہی لے گا۔ اور بھٹی جھونکنے والا یا تیرے کپڑوں کو جلادے گا یا اس کا بدبودار دھواں تجھے تنگ کرے گا۔

(مسلم کتاب البر والصلۃ باب استحباب مجالسۃ الصالحین)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

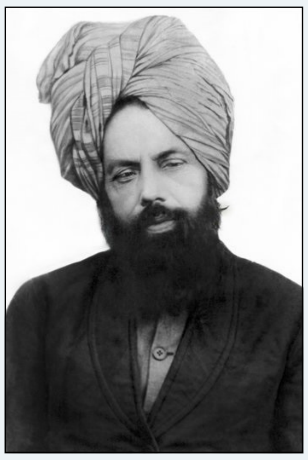

صحبت میں بڑا شرف ہے

صحبت میں بڑا شرف ہے۔ اس کی تاثیر کچھ نہ کچھ فائدہ پہنچا ہی دیتی ہے۔ کسی کے پاس اگر خوشبو ہو تو پاس والے کو بھی پہنچ ہی جاتی ہے۔ اسی طرح پر صادقوں کی صحبت ایک روح صدق کی نفخ کر دیتی ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ گہری صحبت نبی اور صاحب نبی کو ایک کر دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے جو قرآن شریف میں کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ (التوبہ: 119) فرمایا ہے۔ اور اسلام کی خوبیوں میں سے یہ ایک بے نظیر خوبی ہے کہ ہر زمانے میں ایسے صادق موجود رہتے ہیں۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 609 ایڈیشن 1988ء)

• دو چیزیں ہیں ایک تو دعا کرنی چاہئے۔ دوسرا طریق یہ ہے کہ کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ راستبازوں کی صحبت میں رہ کر کے تم کو پتہ لگ جاوے کہ تمہارا خدا قادر ہے، بینا ہے، سننے والا ہے، دعائیں قبول کرتا ہے اور اپنی رحمت سے بندوں کو صدہا نعمتیں دیتا ہے۔

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 62 ایڈیشن 1984ء)

• شریعت کی کتابیں حقائق اور معارف کا ذخیرہ ہوتی ہیں لیکن حقائق اور معارف پر کبھی پوری اطلاع نہیں مل سکتی جب تک صادق کی صحبت اخلاص اور صدق سے اختیار نہ کی جاوے اسی لیے قرآن شریف فرماتا ہے: یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ (التوبہ: 119) اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ایمان اور ارتقاء کے مدارج کامل طور پر کبھی حاصل نہیں ہو سکتے جب تک صادق کی معیت اور صحبت نہ ہو کیونکہ اس کی صحبت میں رہ کر وہ اس کے انفاس طیبہ عقد ہمت اور توجہ سے فائدہ اُٹھاتا ہے۔

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد 4 صفحہ 315 جدید ایڈیشن)

فرمانِ خلیفۂ وقت

اللہ تعالیٰ جب بھی انبیاء مبعوث فرماتا ہے تو اس کے ماننے والے، اس پر ایمان لانے والے، تقویٰ کے اعلیٰ معیار قائم کرنے والے ہوتے ہیں۔ اور ان کے تقویٰ کا اعلیٰ معیار اس لئے قائم ہو رہا ہوتا ہے، اس کا اظہار اس لئے ہو رہا ہوتا ہے، دنیا کو نظر آ رہا ہوتا ہے اور ان کے اندر یہ تبدیلی اس لئے نظر آ رہی ہوتی ہے کہ انہوں نے اس قرب کی وجہ سے جو ان کو نبی سے ہے اللہ کی مدد اور فضل سے اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش کی ہوتی ہے۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ وہ خود بھی اس سچی پیروی کی وجہ سے، اس سچے ایمان کی وجہ سے، اپنے اندر تقویٰ قائم ہونے کی وجہ سے، اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنے کی وجہ سے، صادقوں میں شامل ہو گئے ہوتے ہیں۔ اور پھر آگے بہت سوں کی رہنمائی کا باعث بنتے ہیں، بن رہے ہوتے ہیں، تو جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ فرمایا ہے یہ فیض رک نہیں جاتا بلکہ یہ ایک مسلسل عمل ہے۔ ورنہ تو اس آیت میں جو حکم ہے کہ کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ اس کا مقصد ہی ختم ہو جاتا ہے۔ اگر یہ عمل رکنے والا ہو تو یہ حکم تاریخ کا حصہ بن جائے گا۔ پھر تو لوگ پوچھتے کہ وہ کون ہیں صادق، وہ کہاں ہیں جن کے ساتھ ہم نے ہونا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنا ہے۔

تو یہ معرفت کی باتیں ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادقؑ کے ذریعے سے ہی پتہ لگی ہیں۔ آپ کی قوت قدسی نے صادقین کی ایک فوج تیار کی جو روحانیت میں اتنی ترقی کر گئی کہ ان کو صحابہ کا مقام حاصل ہو گیا۔ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عاشق صادق کی جماعت میں رہ کر آپ کے قرآنی علوم و معارف سے فیضیاب ہو کر ہی صادقین میں شمار ہو سکتا ہے۔

(خطبہ جمعہ 11 جون 2004ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- ہے گل سرِ سبد رخِ انور (منظوم)
- اللہ تعالیٰ کے اسماء الحسنیٰ
- حضرت محمدؐ کے صفاتی نام
- حضرت مسیح موعودؑ کے ننانوے اسمائے حسنیٰ
- ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام
- بنیادی مسائل کے جوابات (قسط 26)

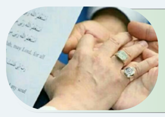

دربارِ خلافت

سمجھیں کہ یوکے (UK) میں رہنے والا ہر احمدی میز بان ہے اور باہر سے آنے والا مہمان ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پس یہ بہت اہم نصیحت ہے۔ یہ صرف ہمارا زبانی عہد نہ ہو بلکہ عملی نمونہ ہو۔ اب دنیا کے مختلف ممالک میں جلسے ہوتے ہیں وہاں بھی مہمان آتے ہیں، لیکن یہاں خاص طور پر دنیا کے مختلف ممالک سے مختلف قومیں جلسے پر آتی ہیں۔ ہر قوم اور طبقے کا معیار مختلف ہے۔ برداشت کا مادہ مختلف ہے۔ ان کے بات چیت اور جذبات کے اظہار کے طریق مختلف ہیں۔ ان کی ہمارے سے توقعات مختلف ہیں۔ ان کی ترجیحات مختلف ہیں۔ اس لئے ہر ایک کے ساتھ بڑی حکمت سے معاملہ کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ پُر حکمت نصیحت ہمیں ہمیشہ سامنے رکھنی چاہئے۔ اگر یہ سامنے ہوگی تو سب معاملے ٹھیک ہو جائیں گے کہ ’’مہمان کا دل مثل آئینہ کے نازک ہوتا ہے اور ذرا سی ٹھیس لگنے سے ٹوٹ جاتا ہے۔‘‘

اگر ہر خدمت کرنے والا اس نصیحت کو پلّے باندھ لے تو کبھی جو چھوٹے موٹے مسائل پیدا بھی ہوتے ہیں، اِلّا ماشاء اللہ وہ پیدا نہ ہوں۔ شکایات کبھی نہیں ہوں گی سوائے اس کے کہ کسی کا مقصد ہی شرارت کرنا ہو، تو وہاں تو بہر حال بعض دفعہ سختیاں بھی کرنی پڑتی ہیں۔ گزشتہ سال ایک واقعہ ہوا تھا۔ عورتوں کے کھانے کی دعوت کے دوران ایک خاتون مہمان جو بڑے دور دراز علاقے سے آئی تھیں کسی وجہ سے ناراض ہوگئیں۔ اس میں غلطی کسی کارکن کی تھی یا نہیں تھی، لیکن ہمیں اس کو بہر حال تسلیم کرنا چاہئے، تبھی اصلاح ہوسکتی ہے۔ بجائے اس کے کہ مختلف قسم کی تاویلیں پیش کی جائیں۔ اس مرتبہ تبشیر کے مہمانوں میں مردوں اور عورتوں دونوں طرف اس بات کا خاص خیال رکھنے کی ضرورت ہے کہ کسی کو بھی تکلیف نہ ہو، کیونکہ یہ مختلف غیر ملکی مہمان ہوتے ہیں جن کا میں ذکر کر رہا ہوں، ویسے تو جیسا کہ میں نے کہا، سب مہمان ہی مہمان ہیں۔ بہر حال اس شعبہ میں مَیں نے کچھ تبدیلیاں بھی کی ہیں۔ یہ تبدیلیاں انتظامی لحاظ سے ہیں۔ انتظامیہ کو بدلا ہے اور زیادہ تر واقفینِ نَو اور واقفاتِ نَو کو شامل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ بھی اب اللہ تعالیٰ نے ہم پر ایک انعام کیا ہے کہ بہت سارے واقفینِ نَو اور واقفاتِ نَو اس عمر کو پہنچ چکے ہیں اور تیار ہو چکے ہیں جو اپنے کام کو سنبھال سکیں۔ کچھ مستقل جماعت کی خدمت کر کے سنبھال رہے ہیں اور کچھ عارضی انتظامات میں بھی آ گئے ہیں۔ مجھے امید ہے انشاء اللہ تعالیٰ یہ معیار اس سال بہتر ہو گا۔ لیکن یاد رکھیں کہ صرف شخصیات بدلنے سے، چہرے بدلنے سے بہتری نہیں آیا کرتی بلکہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہمارے شاملِ حال رہے اور ہم وہ کام کریں، اُس طرح احسن رنگ میں خدمت کرنے والے ہوں جس طرح خدا تعالیٰ ہم سے چاہتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ سے اُس کی توفیق مانگیں۔ اور یہ بھی دعا کریں کہ کوئی ایسا موقع پیدا نہ ہو جس میں غلط فہمی پیدا ہو۔

مہمان نوازی کے ضمن میں اس بات کی بھی مَیں وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ انگلستان کے رہنے والے احمدی اور خاص طور پر لندن میں رہنے والے احمدی یہ خیال رکھیں کہ باہر سے، یعنی بیرون از یوکے (UK) سے آنے والے مہمان اُن کے بھی مہمان ہیں۔ باہر سے آنے والے مہمانوں کی تعداد اب کم و بیش تین ہزار ہوتی ہے۔ اگر ویزے مل جائیں تو شاید اس سے بھی زیادہ ہو جائے۔ اس لئے یہاں کے احمدیوں میں سے کسی کی کسی کام پر ڈیوٹی ہے یا نہیں ہے اُن کو یہ خیال رکھنا چاہئے کہ باہر سے آنے والا ہر مہمان اُن کا مہمان ہے۔ کیونکہ یوکے (UK) میں رہنے والے مہمان بھی جلسے پر آئیں گے تو مہمان ہوں گے، جن کی ڈیوٹی نہیں ہے۔ یہاں کے رہنے والے مہمان جب کسی باہر سے آنے والے مہمان سے رابطے میں ہوں تو سمجھیں کہ یوکے (UK) میں رہنے والا ہر احمدی میز بان ہے اور باہر سے آنے والا مہمان ہے۔ یا یہ سمجھ لیں کہ اگر بعض خاص حالات میں برطانیہ سے آئے ہوئے مہمانوں اور بیرون از برطانیہ آئے ہوئے مہمانوں کے لئے کسی ترجیح کا سوال پیدا ہو تو بیرون از برطانیہ مہمانوں کو پہلی ترجیح ملنی چاہئے اور یہاں کے رہنے والوں کو بہر حال اُن کے لئے قربانی دینی چاہئے۔ پس یہ ہمیشہ یاد رکھیں کہ آپ بعض حالات میں مہمان ہوتے ہوئے بھی میز بان ہیں۔ یہ صرف ڈیوٹی والوں کا ہی کام نہیں ہے بلکہ اس سوچ کو وسیع کرنے کی ضرورت ہے اور اس کو وسیع کرتے ہوئے پھر آپ اپنے آپ کو قربانیاں دینے والا بنائیں اور جب یہ کچھ ہو گا تو پھر ایک خوبصورت معاشرہ ہمیں نظر آئے گا۔

(خطبہ جمعہ 23 اگست 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

ہے گُلِ سَر سَبَد رُخِ انور

ساتھ تیرا ہُوا اگر محسوس
مجھ کو ہو گا نہ یہ سفر محسوس

حسنِ جاناں کا ذکر ہو تو زیست
ہونے لگتی ہے مختصر محسوس

ہے گُلِ سَر سَبَد[i] رُخِ انور
لمحہ لمحہ ہو تازہ تر محسوس

کر رہے ہیں فراق کو دونوں
وہ اُدھر اور ہم اِدھر محسوس

ہجر کا دکھ نہ ہو تو کیونکر ہو
لذّتِ وصل اس قدر محسوس!

تیر الفت کا زخم ایسا ہے
دل کرے جس کو عمر بھر محسوس

ہے وہ ناواقفِ جنوں، جو کرے
دشت کو دشت، گھر کو گھر محسوس

روشنی کیا کرے گا دنیا میں
ہو اندھیروں سے جس کو ڈر محسوس

اپنے دل کو ٹٹول کر دیکھو
آنکھ کرتی نہیں اگر محسوس

اپنے ہی خواب میں نہ رہ انجمؔ!
عہد کے درد کو بھی کر محسوس

میر انجم پرویز۔ یوکے

i۔ جو اپنی نوع میں سب سے بہتر ہو، پھولوں کی ٹوکری کا عمدہ اور سب سے اوپر کا پھول

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

اللہ تعالیٰ کے اسماء الحسنیٰ

(101 صفاتی نام)

1- اَللّٰہُ	ہر قسم کے نقص سے پاک
2- اَلرَّبُّ	پالنے والا
3- اَلرَّحْمٰنُ	بہت مہربان
4- اَلرَّحِیْمُ	نہایت رحم کرنے والا
5- اَلْمَلِکُ	بادشاہ
6- اَلْقُدُّوْسُ	پاک ذات
7- اَلسَّلَامُ	سلامتی والا
8- اَلْمُؤْمِنُ	امن دینے والا
9- اَلْمُھَیْمِنُ	پناہ دینے والا
10- اَلْعَزِیْزُ	غالب
11- اَلْجَبَّارُ	زبردست
12- اَلْمُتَکَبِّرُ	بڑائی والا
13- اَلْخَالِقُ	بنانے والا
14- اَلْبَارِئُ	پیدا کرنے والا
15- اَلْمُصَوِّرُ	صورت بنانے والا
16- اَلْغَفَّارُ	بخشنے والا
17- اَلْقَھَّارُ	دباؤ والا
18- اَلْوَھَّابُ	بہت دینے والا
19- اَلرَّزَّاقُ	روزی دینے والا
20- اَلْفَتَّاحُ	کھولنے والا
21- اَلْعَلِیْمُ	جاننے والا
22- اَلْقَابِضُ	تنگ کرنے والا
23- اَلْبَاسِطُ	کشادہ کرنے والا
24- اَلْخَافِضُ	پست کرنے والا
25- اَلرَّافِعُ	بلند کرنے والا
26- اَلْمُعِزُّ	عزت دینے والا
27- اَلْمُذِلُّ	ذلیل کرنے والا
28- اَلسَّمِیْعُ	سننے والا
29- اَلْبَصِیْرُ	دیکھنے والا
30- اَلْحَکَمُ	فیصلہ کرنے والا
31- اَلْعَدْلُ	انصاف کرنے والا
32- اَللَّطِیْفُ	بھید جاننے والا
33- اَلْخَبِیْرُ	باخبر
34- اَلْحَلِیْمُ	بڑائی والا
35- اَلْعَظِیْمُ	عظمت والا
36- اَلْغَفُوْرُ	بخشنے والا
37- اَلشَّکُوْرُ	قدر دان
38- اَلْعَلِیُّ	بلندی والا
39- اَلْکَبِیْرُ	بڑائی والا
40- اَلْحَفِیْظُ	حفاظت والا
41- اَلْمُقِیْتُ	روزی پہنچانے والا
42- اَلْحَسِیْبُ	کفایت کرنے والا
43- اَلْجَلِیْلُ	بزرگی والا
44- اَلْکَرِیْمُ	عزت والا
45- اَلرَّقِیْبُ	نگہبان
46- اَلْمُجِیْبُ	قبول کرنے والا
47- اَلْوَاسِعُ	کشائش والا
48- اَلْحَکِیْمُ	حکمت والا
49- اَلْوَدُوْدُ	محبت والا
50- اَلْمَجِیْدُ	بڑی شان والا
51- اَلْبَاعِثُ	اٹھانے والا
52- اَلشَّھِیْدُ	حاضر
53- اَلْحَقُّ	سچا مالک
54- اَلْوَکِیْلُ	کام سنبھالنے والا
55- اَلْقَوِیُّ	زور آور
56- اَلْمَتِیْنُ	قوت والا
57- اَلْوَلِیُّ	حمایت کرنے والا
58- اَلْحَمِیْدُ	خوبیوں والا
59- اَلْمُحْصِیْ	گنتی والا
60- اَلْمُبْدِئُ	پہلی بار پیدا کرنے والا
61- اَلْمُعِیْدُ	دوسری بار پیدا کرنے والا
62- اَلْمُحْیِیْ	زندہ کرنے والا
63- اَلْمُمِیْتُ	مارنے والا
64- اَلْحَیُّ	زندہ
65- اَلْقَیُّوْمُ	سب کا تھامنے والا
66- اَلْوَاجِدُ	پالنے والا
67- اَلْمَاجِدُ	عزت والا
68- اَلْوَاحِدُ	اکیلا
69- اَلصَّمَدُ	بے احتیاج
70- اَلْقَادِرُ	قدرت والا
71- اَلْمُقْتَدِرُ	مقدور
72- اَلْمُقَدِّمُ	آگے کرنے والا
73- اَلْمُؤَخِّرُ	پیچھے کرنے والا
74- اَلْاَوَّلُ	سب سے پہلے
75- اَلْاٰخِرُ	سب سے پیچھے
76- اَلظَّاھِرُ	ظاہر
77- اَلْبَاطِنُ	چھپا
78- اَلْوَالِیُ	مالک
79- اَلْمُتَعَالُ	بلند صفتوں والا
80- اَلْبَرُّ	احسان کرنے والا
81- اَلتَّوَّابُ	رجوع کرنے والا
82- اَلْمُنْتَقِمُ	بدلہ لینے والا
83- اَلْعَفُوُّ	معاف کرنے والا
84- اَلرَّءُوْفُ	بری کرنے والا
85- مَالِکُ الْمُلْکِ	ملک کا مالک
86- ذُوالْجَلَالِ	جلال والا
87- وَالْاِکْرَامِ	اور اکرام والا
88- اَلْمُقْسِطُ	انصاف کرنے والا
89- اَلْجَامِعُ	اکٹھا کرنے والا
90- اَلْغَنِیُّ	بے پرواہ
91- اَلْمُغْنِیُّ	بے پرواہ کرنے والا
92- اَلْمَانِعُ	روکنے والا
93- اَلضَّآرُّ	نقصان پہنچانے والا
94- اَلنَّافِعُ	نفع پہنچانے والا
95- اَلنُّوْرُ	روشن کرنے والا
96- اَلْھَادِیُ	ہدایت کرنے والا
97- اَلْبَدِیْعُ	نئی طرح پیدا کرنے والا
98- اَلْبَاقِیُ	باقی رہنے والا
99- اَلْوَارِثُ	سب کا وارث
100- اَلرَّشِیْدُ	نیک راہ پر چلنے والا
101- اَلصَّبُوْرُ	صبر کرنے والا

(مناجات رسولؐ از حافظ مظفر احمد صفحہ 172-173)

مرسلہ: بشریٰ سعید عاطف۔ مالٹا

حضرت محمدؐ کے صفاتی نام

آنحضور ﷺ کے صفاتی نام مع ترجمہ مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ مُحَمَّدٌ (ذاتی نام) ۔تعریف کیا ہوا
2۔ أَحْمَدٌ۔ بہت ثنا کرنے والا
3۔ حَامِدٌ۔ حمد کرنے والا
4۔ مَحْمُوْدٌ۔ تعریف کیا ہوا
5۔ قَاسِمٌ۔ تقسیم کرنے والا
6۔ عَاقِبٌ۔ آخری
7۔ فَاتِحٌ۔ فتح کرنے والا
8۔ شَاهِدٌ۔ حاضر
9۔ حَاشِرٌ۔ جن کے پاس حشر ہوگا
10۔ رَشِيْدٌ۔ رُشد والا
11۔ مَشْهُوْدٌ۔ جن کے پاس سب حاضر
12۔ بَشِيْرٌ۔ بشارت دینے والا
13۔ نَذِيْرٌ۔ ڈرانے والا
14۔ دَاعٍ۔ دعوت دینے والا
15۔ شَافٍ۔ علاج کرنے والا
16۔ هَادٍ۔ رہنمائی کرنے والا
17۔ مَهدٍ۔ ہدایت یافتہ
18۔ مَاحٍ۔ مٹانے والا
19۔ مُنجٍ۔ نجات دینے والا
20۔ نَاهٍ۔ منع کرنے والا
21۔ رَسُوْلٌ۔ رسول
22۔ نَبِيٌّ۔ نبی
23۔ أُمِّيٌّ۔ اُمی
24۔ تهامي۔ تہامہ والا
25۔ هَاشِمِيٌّ۔ ہاشمی
26۔ أَبطَحِيٌّ۔ بطحاء والا
27۔ عَزِيْزٌ۔ پیارا
28۔ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ۔تمہارے لئے آس لگانے والا
29۔ رَءُوْفٌ۔ ترس کھانے والا
30۔ رَحِيْمٌ۔ مہربان
31۔ طٰهٰ: طَيّبٌ۔هَادِيٌ۔پاک (رسول) اور ہادیٔ کامل
32۔ مُجْتَبٰى۔ چُنا ہوا
33۔ طٰسٓ:طَيّبٌ سَمِيْعٌ۔ پاک، بہت سننے والا
34۔ مُرْتَضٰى۔ پسندیدہ
35۔ حٰمٓ:حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ۔ صاحب حمد،صاحبِ مجید
36۔ مُصْطَفٰى۔ منتخَب
37۔ يٰسٓ: يَاسَيِّدُ۔ اے سردار!
38۔ أَوْلٰى۔ سب سے بہتر
39۔ مُزَّمِّلٌ۔ چادر پہنے والا
40۔ وَلِيٌّ۔ دوست
41۔ مُدَّثِّرٌ۔ کمبلی والا
42۔ مَتِيْنٌ۔ مضبوط
43۔ مُصَدِّقٌ۔ تصدیق کرنے والا
44۔ طَيِّبٌ۔ پاک
45۔ نَاصِرٌ۔ مدد کرنے والا
46۔ مَنْصُوْرٌ۔ مدد کیا ہوا
47۔ مِصْبَاحٌ۔ چراغ
48۔ اٰمِرٌ۔ حکمران
49۔ حِجَازِيٌّ۔ حجازی
50۔ نِزَارِيٌّ۔ نزاری
51۔ قُرَشِيٌّ۔ قریشی
52۔ مُضَرِيٌّ۔ مضری
53۔ نَبِيُّ التَّوْبَةِ۔ توبہ والا نبی
54۔ حَافِظٌ۔ حفاظت کرنے والا
55۔ كَامِلٌ۔ کامل
56۔ صَادِقٌ۔ سچا
57۔ آمِيْنٌ۔ امانت دار
58۔ عَبْدُ اللّٰهِ۔عبد اللہ
59۔ كَلِيْمُ اللّٰهِ۔ اللہ سے ہمکلام ہونے والا
60۔ حَبِيْبُ اللّٰهِ۔ اللہ کا دوست
61۔ نَجِيُّ اللّٰهِ۔ اللہ سے سرگوشی کرنے والا
62۔ صَفِيُّ اللّٰهِ۔ اللہ کا چنا ہوا
63۔ خَاتَمُ الْاَنْبِيَاءِ۔ نبیوں کو ختم کرنے والا
64۔ حَسِيْبٌ۔ خاندانی
65۔ مُجِيْبٌ۔ جواب دینے والا
66۔ شَكُوْرٌ۔ قدرداں
67۔ مُقْتَصِدٌ۔ میانہ روی والا
68۔ رَسُوْلُ الرَّحْمَةِ۔ رحمت والا رسول
69۔ قَوِيٌّ۔ طاقت ور
70۔ حَفِيٌّ۔ باخبر
71۔ مَامُوْنٌ۔ محفوظ
72۔ مَعْلُوْمٌ۔ معلوم
73۔ حَقٌّ۔ سچا
74۔ مُبِيْنٌ۔ واضح کرنے والا
75۔ مُطِيْعٌ۔ اطاعت کرنے والا
76۔ شَفِيْعٌ۔ بخشوانے والا
77۔ أَوَّلٌ۔ پہلا
78۔ اٰخِرٌ۔ آخری
79۔ ظَاهِرٌ۔ ظاہر
80۔ بَاطِنٌ۔ مخفی
81۔ نَبِيُّ الرَّحْمَةِ۔ رحمت والا نبی
82۔ يَتِيْمٌ۔ یتیم
83۔ كَرِيْمٌ۔ سخی
84۔ حَكِيْمٌ۔ حکمت والا
85۔ سَيِّدٌ۔ سردار
86۔ سِرَاجٌ۔ چراغ
87۔ مُنِيْرٌ۔ روشن
88۔ مُحَرَّمٌ۔ حرمت والا
89۔ مُكَرَّمٌ۔ معزز
90۔ مُبَشِّرٌ۔ بشارت دینے والا
91۔ مُذَكِّرٌ۔ بار بار نصیحت کرنے والا
92۔ مُطَهَّرٌ۔ پاک
93۔ قَرِيْبٌ۔ قریب
94۔ خَلِيْلٌ۔ دوست
95۔ مَدْعُوٌّ۔ دعوت دیا گیا
96۔ جَوَّادٌ۔ سخی
97۔ خَاتِمٌ۔ آخری
98۔ عَادِلٌ۔ منصف
99۔ شَهِيْرٌ۔ مشہور
100۔ شَهِيْدٌ۔ گواہ

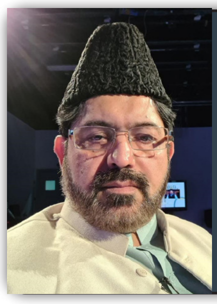

مرسلہ: داؤد احمد عابد۔ برطانیہ

حضرت مسیح موعودؑ کے ننانوے اسمائے حسنیٰ

از حضرت میر محمد اسمٰعیلؓ

کل بستر علالت پر لیٹے لیٹے خیال آیا کہ خدا تعالیٰ کے 99 نام احادیث میں آئے ہیں۔ اور آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بھی 99 نام کتابوں میں موجود ہیں۔ اب دیکھنا چاہیے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے کتنے الہامی نام ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیئے۔ میں نے وہ سب جمع کئے تو 99 ہی بن گئے۔ ان ناموں میں بھی ایک علم ہے۔ اس لئے اسے احباب کے فائدہ کے لئے شائع کیا جاتا ہے۔

1۔ احمد
2۔ محمد
3۔ مہدی
4۔ یٰس
5۔ رسول اللہ
6۔ مرسل
7۔ نبی اللہ
8۔ نذیر
9۔ مجدد ِ وقت
10۔ محدث اللہ
11۔ گورنر جنرل
12۔ حَکم
13۔ عدل
14۔ امام
15۔ امام مبارک
16۔ غلام احمد
17۔ مرزا غلام احمد قادیانی
18۔ ’’مرزا‘‘
19۔ عیسیٰ
20۔ مسیح
21۔ مسیح موعود
22۔ مسیح اللہ
23۔ مسیح الزمان
24۔ الشیخ المسیح
25۔ مسیح ابنِ مریم
26۔ مسیح محمدی
27۔ روح اللہ
28۔ مریم
29۔ ابنِ مریم
30۔ آدم
31۔ نوح
32۔ ابراہیم
33۔ اسمٰعیل
34۔ یعقوب
35۔ یوسف
36۔ موسیٰ
37۔ ہارون
38۔ داؤد
39۔ سلیمان
40۔ یحیٰ
41۔ جری اللہ فی حلل الانبیاء
42۔ عبداللہ
43۔ عبد القادر
44۔ سلطان عبدالقادر
45۔ عبدالحکیم
46۔ عبد الرحمٰن
47۔ عبد الرافع
48۔ محمد مفلح
49۔ ذوالقرنین
50۔ سلمان
51۔ علی
52۔ منصور
53۔ حجۃ اللہ القادر
54۔ سلطان احمد مختار
55۔ حب اللہ
56۔ خلیل اللہ
57۔ اسد اللہ
58۔ شفیع اللہ
59۔ آریوں کا بادشاہ
60۔ کرشن
61۔ رودر گوپال
62۔ امین الملک جے سنگھ بہادر
63۔ برہمن اوتار
64۔ آواہن
65۔ مبارک
66۔ سلطان القلم
67۔ مسرور
68۔ النجم الثاقب
69۔ رجی الاسلام
70۔ حمی الاسلام
71۔ غالب
72۔ مبشر
73۔ خیر الانام
74۔ اسعد
75۔ شیر خدا
76۔ شاہد
77۔ خلیفۃ اللہ السلطان
78۔ نور
79۔ امین
80۔ رجل من فارس
81۔ سراج منیر
82۔ متوکل
83۔ اشجع الناس
84۔ ولی
85۔ قمر
86۔ شمس
87۔ اول المومنین
88۔ سلامتی کا شہزادہ
89۔ مقبول
90۔ مرد ِ سلامت
91۔ الحق
92۔ ذوالبرکات
93۔ البدر
94۔ حجر اسود
95۔ مدینۃ العلم
96۔ طیب
97۔ مقبول الرحمٰن
98۔ کلمۃ الازل
99۔ غازی

(روزنامہ الفضل قادیان دارالامان مؤرخہ 14 دسمبر 1937ء)

امۃ الباری ناصر۔ امریکہ

ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام

خادموں اور ملازموں سے حسن سلوک

قسط 31

’’اے اللہ! مجھے مسکینی کی حالت میں زندہ رکھ اور مسکینی کی حالت میں موت دے۔ اور مجھے قیامت کے روز زُمرۂ مساکین میں اٹھا۔‘‘

شاہ کونین رحمۃ للعالمین محمد مصطفی ﷺ کی یہ دعا سن کر حضرت عائشہؓ نے پوچھا کیوں یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم)

اس پر آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ:’’مساکین اغنیاء سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔اے عائشہ! کسی مسکین کو نہ دھتکارنا خواہ تجھے کھجور کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ دینا پڑے۔ اے عائشہ! مساکین کو اپنا محبوب رکھنا اور انہیں اپنے قرب سے نوازنا۔ خدا تعالیٰ کے قیامت کے دن تجھے اپنے قرب سے نوازے گا۔‘‘

(ترمذی کتاب الزھد باب ما جاء ان فقراء المھاجرین یدخلون الجنۃ قبل اغنیاٴھم)

رسول اللہ ﷺ جو مکارم اخلاق کی بلند ترین چوٹی پر فائز ہیں۔ ہر ذی روح سے حسن سلوک کرنے کا عظیم ترین نمونہ ہیں۔محروم طبقوں کا خاص طور پر زیادہ احساس فرمایا۔ ان میں سے خادموں، ملازموں اور نوکروں پر آپؐ کے الطاف و اکرام کے واقعات بتانے سے پہلے یہ واضح کردوں کہ ہم جس دور کی بات کر رہے ہیں غلاموں کی خرید و فروخت عام تھی ان زر خرید غلاموں کو کم ترین مخلوق سمجھا جاتا تھا۔ آپؐ نے انہیں برابر کا درجہ دیا۔ چشم فلک نے یہ بھی دیکھا کہ غلامی میں مالک کے ظلم و ستم کا شکار، پتھریلی زمین پہ گھسٹ کر لہو لہان بلال ایک دن حضرت سیدنا بلالؓ بن گئے۔ ان گنت واقعات میں سے چند پیش ہیں پڑھئے اور غلامی کو سرے سے ختم کرنے والے پر درود و سلام بھیجئے۔

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ مَیں بچہ تھا اور دس سال تک مجھے حضورؐ کی خدمت کا موقعہ ملا۔ اور مَیں اس طرح کام نہیں کیا کرتا تھا جس طرح حضورؐ کی خواہش ہوتی تھی۔ اکثر یہ ہوتا تھا۔ لیکن آپؐ نے کبھی مجھے آج تک کام کے بارے میں کچھ نہیں کہا، اُف تک نہیں کہی۔ یا یہ کبھی نہیں کہا کہ تم نے یہ کیوں کیا ہے یا تم نے یہ کیوں نہیں کیا یا اس طرح کیوں نہیں کیا۔ کبھی آپؐ نے کچھ نہیں کہا۔

(سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی الحلم واخلاق النبی)

حضرت انسؓ ہی سے ایک اور روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے اچھے اخلاق کے مالک تھے۔ ایک بار آپؐ نے مجھے کسی کام کے لئے بھیجا۔ میں نے کہا میں نہیں جاؤں گا۔ لیکن میرے دل میں تھا کہ کرلوں گا کام، ابھی کر کے آتا ہوں کیونکہ حضورؐ کا حکم ہے۔ بہر حال کہتے ہیں کہ مَیں چل پڑا، بچہ تھا تو بازار میں بچوں کے پاس سے گزرا۔ بچے کھیل رہے تھے میں کھڑا ہو گیا اور ان کو دیکھنے لگ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور پیچھے سے میری گردن پکڑ لی، گردن پر ہاتھ رکھا۔ مَیں نے مڑ کر آپؐ کی طرف دیکھا تو آپؐ ہنس رہے تھے۔ فرمایا: اُنَیس! (مذاق میں کہا) جس کام کی طرف مَیں نے تجھے بھیجا تھا وہاں گئے؟ مَیں نے عرض کی اے اللہ کے رسول! ابھی جاتا ہوں۔ انس کہتے ہیں کہ خدا کی قسم میں نے نَو سال تک حضورؐ کی خدمت کی ہے۔ مجھے علم نہیں کہ آپؐ نے کبھی فرمایا ہو کہ تو نے یہ کام کیوں کیا ہے یا کوئی کام نہ کیا تو آپؐ نے فرمایا ہو کہ کیوں نہیں کیا۔

(مسلم کتاب الفضائل باب حسن خلقہ ﷺ)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ اسامہ بن زیدؓ دروازے سے ٹکرا گئے جس کی وجہ سے ان کی پیشانی پہ زخم آ گیا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ اس کا زخم صاف کر کے اس کی تکلیف دور کرو۔ چنانچہ میں نے اس کا زخم صاف کیا اور حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں پھر رسول اللہ ﷺ اس کو بہلاتے ہوئے شفقت اور محبت کا اظہار فرماتے رہے۔ اور فرمایا کہ اگر اسامہ لڑکی ہوتا تو میں اسے عمدہ عمدہ کپڑے پہناتا اور اسے زیور پہناتا یہاں تک کہ میں اس پر مال کثیر خرچ کرتا۔

(مسند احمد بن حنبل باقی مسند الانصار حدیث سید عائشہ رضی اللہ عنہا صفحہ 53)

حضرت اسامہ بن زیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مجھے پکڑ کر اپنے ایک زانو پر بٹھا لیتے اور دوسرے پر حسنؓ کو۔ یعنی جب بیٹھے ہوتے تو ران پہ ایک طرف حضرت حسن کو بٹھا لیتے اور دوسرے پر مجھے پھر ہم دونوں کو اپنے سینے سے چمٹا لیتے اور فرماتے: ’’اَللّٰھُمَّ ارْحَمْھُمَا فَاِنِّیْ اَرْحَمُھُمَا‘‘ اے اللہ! ان دونوں پر رحم فرمانا۔ میں ان دونوں سے شفقت رکھتا ہوں۔

(بخاری کتاب الادب باب وضع الصبی علی الفخذ)

اسامہ غلام کا بیٹا اور حسن بن علیؓ آپؐ کا نواسا مگر کوئی تخصیص نہیں کی۔ حتیٰ کہ دعا میں بھی دونوں کو برابر شامل کیا۔

ابو مسعودؓ انصاری کہتے ہیں کہ میں اپنے ایک غلام کو مار رہا تھا۔ مَیں نے اپنے پیچھے سے آنے والی ایک آواز سنی جو یہ تھی کہ ابن مسعود جان لو کہ اللہ تعالیٰ تم پر اس سے زیادہ قدرت رکھتا ہے جتنی تم اس غلام پر رکھتے ہو۔ مَیں نے مڑ کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ یہ فرمانے والے رسول اللہ ﷺ تھے۔ چنانچہ میں نے کہا یا رسول اللہ! مَیں اسے اللہ کی خاطر آزاد کرتا ہوں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم اسے آزاد نہ کرتے تو تمہیں دوزخ کا عذاب پہنچتا۔

(مسلم کتاب الایمان باب صحبۃ الممالیک وکفارۃ مَنْ لَطَمَ عَبْدَہ)

مارنے والا مالک تھا اور مار کھانے والا غلام تھا۔ کسی قصور پر مار رہا ہوگا۔ آپؐ نے یہ نہیں پوچھا کہ اس کا کیا قصور تھا۔ اس لئے کہ قصور کتنا بھی بڑا ہو اس طرح مارنے کا اختیار نہیں دیا گیا۔ اس غلام کو آزادی مل گئی اور غلاموں کا شرف قائم ہوا ان کی عزت نفس کا خیال رکھنے کا سبق دیا۔ غلاموں کو آزاد کرنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑا ثواب ملنے کی نوید دی۔ اور ایسے قوانین بنائے کہ رفتہ رفتہ غلام رکھنے کا رواج ختم ہو گیا

رسول اللہ ﷺ نے کم مراعات یافتہ طبقے خادموں اور ملازموں سے بے مثال حسن سلوک کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:’’ اللہ تعالیٰ بہت رحیم و کریم ہے۔ وہ ہر طرح انسان کی پرورش فرماتا اور اس پر رحم کرتا ہے۔ اور اسی رحم کی وجہ سے وہ اپنے ماموروں اور مُرسلوں کو بھیجتا ہے تا وہ اہل دنیا کو گناہ آلود زندگی سے نجات دیں... مومن کی یہ شرط ہے کہ اس میں تکبر نہ ہو بلکہ انکسار، عاجزی، فروتنی اس میں پائی جائے اور یہ خدا تعالیٰ کے ماموروں کا خاصّہ ہوتا ہے۔ ان میں حد درجہ کی فروتنی اور انکسار ہوتا ہے۔ اور سب سے بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ وصف تھا۔ آپؐ کے ایک خادم سے پوچھا گیا کہ تیرے ساتھ آپؐ کا کیا معاملہ ہے۔ اس نے کہا کہ سچ تو یہ ہے کہ مجھ سے زیادہ میری خدمت کرتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ یہ ہے نمونہ اعلیٰ اخلاق اور فروتنی کا۔ اور یہ بات بھی سچ ہے کہ زیادہ تر عزیزوں میں خدام ہوتے ہیں جو ہر وقت گرد و پیش رہتے ہیں اس لئے اگر کسی کے انکسار و فروتنی اور تحمل و برداشت کا نمونہ دیکھنا ہو تو ان سے معلوم ہو سکتا ہے بعض مرد یا عورتیں ایسی ہوتی ہیں کہ خدمتگار سے ذرا کوئی کام بگڑا۔ مثلاً چائے میں نقص ہوا تو جھٹ گالیاں دینی شروع کر دیں یا تازیانہ لے کر مارنا شروع کر دیا۔ ذرا شوربے میں نمک زیادہ ہو گیا بس بیچارے خدمتگاروں کی آفت آئی۔‘‘

(ملفوظات جلد نمبر 4 صفحہ 437 ایڈیشن 1988)

آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپؐ کے نور کامل سے فیضیاب ہوئے پھر اسی نور کو آگے پھیلایا فرماتے ہیں کہ ’’اگر اللہ تعالیٰ کو تلاش کرنا ہے تو مسکینوں کے دل کے پاس تلاش کرو اسی لئے پیغمبروں نے مسکینی کا جامہ ہی پہن لیا تھا۔ اسی طرح چاہئے کہ بڑی قوم کے لوگ چھوٹی قوم کو ہنسی نہ کریں۔ اور نہ کوئی یہ کہے کہ میرا خاندان بڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم جو میرے پاس آؤ گے تو یہ سوال نہ کروں گا کہ تمہاری قوم کیا ہے۔ بلکہ سوال یہ ہوگا کہ تمہارا عمل کیا ہے۔ اسی طرح پیغمبر خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ہے اپنی بیٹی سے کہ اے فاطمہ! خدا تعالیٰ ذات کو نہیں پوچھے گا اگر تم کوئی برا کام کرو گی تو خدا تعالیٰ اس واسطے درگزر نہ کرے گا کہ تم رسول کی بیٹی ہو۔‘‘

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 370)

پھر آپ فرماتے ہیں: ’’اہل تقویٰ کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ اپنی زندگی غربت اور مسکینی میں بسر کریں۔ یہ تقویٰ کی ایک شاخ ہے جس کے ذریعہ سے ہمیں ناجائز غضب کا مقابلہ کرنا ہے۔ بڑے بڑے عارف اور صدیقوں کے لئے آخری اور کڑی منزل غضب سے بچنا ہی ہے۔ عُجب و پندار غضب سے پیدا ہوتا ہے اور ایسا ہی کبھی خود غضب عجب و پندار کا نتیجہ ہوتا ہے کیونکہ غضب اس وقت ہو گا جب انسان اپنے نفس کو دوسرے پر ترجیح دیتا ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ میری جماعت والے آپس میں ایک دوسرے کو چھوٹا یا بڑا سمجھیں یا ایک دوسرے پر غرور کریں یا نظر استخفاف سے دیکھیں۔ خدا جانتا ہے کہ بڑا کون ہے یا چھوٹا کون ہے۔ یہ ایک قسم کی تحقیر ہے جس

کے اندر حقارت ہے۔ ڈر ہے کہ یہ حقارت بیج کی طرح بڑھے اور اس کی ہلاکت کا باعث ہو جائے۔ بعض آدمی بڑوں کو مل کر بڑے ادب سے پیش آتے ہیں۔ لیکن بڑا وہ ہے جو مسکین کی بات کو مسکینی سے سنے اس کی دلجوئی کرے، اس کی بات کی عزت کرے۔ کوئی چڑ کی بات منہ پر نہ لاوے کہ جس سے دکھ پہنچے خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَا تَلۡمِزُوۡۤا اَنۡفُسَکُمۡ وَلَا تَنَابَزُوۡا بِالۡاَلۡقَابِ ؕ بِئۡسَ الِاسۡمُ الۡفُسُوۡقُ بَعۡدَ الۡاِیۡمَانِ ۚ وَمَنۡ لَّمۡ یَتُبۡ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الظّٰلِمُوۡنَ

(الحجرات: 12)

تم ایک دوسرے کا چڑ کے نام نہ لو۔ یہ فعل فُسّاق و فُجّار کا ہے۔ جو شخص کسی کو چڑاتا ہے وہ نہ مرے گا جب تک وہ خود اسی طرح مبتلا نہ ہو گا۔ اپنے بھائیوں کو حقیر نہ سمجھو۔ جب ایک ہی چشمہ سے کُل پانی پیتے ہو تو کون جانتا ہے کہ کس کی قسمت میں زیادہ پانی پینا ہے۔ مکرم و معظم کوئی دنیاوی اصولوں سے نہیں ہوسکتا۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑا وہ ہے جو متقی ہے اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیۡمٌ خَبِیۡرٌ (الحجرات: 14)

(ملفوظات جلد اول صفحہ 22-23 رپورٹ جلسہ سالانہ 1897)

جو خاک میں ملے اسے ملتا ہے آشنا
اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما

آنحضرت ﷺ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدمت گزاروں کا خیال رکھنے کے اعلیٰ معیار قائم فرمائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خادموں میں سے ایک پیرا پہاڑیہ تھا۔ مزدور آدمی تھا جو پہاڑی علاقے سے آیا ہوا تھا۔ بالکل جاہل اور اجڈ آدمی تھا۔ لیکن بہت سی غلطیاں کرنے کے باوجود کبھی یہ نہیں ہوا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے کبھی اسے جھڑکا ہو۔ ایک دفعہ یہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اچانک بیمار ہو گئے گرمی کا موسم ہونے کے باوجود ایک دم ہاتھ پیر ٹھنڈے ہو گئے اور مسجد کی چھت پر ہی مغرب کی نماز کے بیٹھے ہوئے تھے تو اس وقت جو لوگ بیٹھے ہوئے تھے ان کو فوراً فکر ہوئی، تدبیریں ہونی شروع ہوئیں کہ کیا کرنا ہے۔ یہی جو پیرا تھا، ان کو بھی خبر پہنچی، وہ گارے مٹی کا کوئی کام کر رہے تھے، یہ کہتے ہیں کہ اسی حالت میں اندر آ گئے اور یہ نہیں دیکھا کہ دری بچھی ہوئی ہے یا کیا ہے تو اسی فرش پہ نشان بھی پڑنے شروع ہو گئے اور آتے ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاؤں دبانے شروع کر دیئے۔ تو لوگوں نے ذرا ان کو گھورنا شروع کیا، ڈانٹنا شروع کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ: ''اس کو کیا خبر ہے جو کرتا ہے کرنے دو کچھ حرج نہیں۔''

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ مرتبہ حضرت یعقوب علی عرفانیؓ صفحہ 350)

حضرت مسیح موعودؑ کے پرانے خادموں میں سے ایک حضرت حافظ حامد علی صاحبؓ مرحوم تھے۔ وہ حضرت اقدسؑ کی خدمت میں عرصہ دراز تک رہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اخلاق اور برتاؤ کا حافظ صاحب سے کرتے تھے ان پر ایسا اثر تھا کہ وہ بار بار ذکر کرتے ہوئے کہا کرتے میں نے ایسا انسان کبھی دیکھا ہی نہیں۔ بلکہ زندگی بھر حضرت صاحب کے بعد کوئی انسان اخلاق کی اس شان کا نظر نہیں آتا تھا۔ حافظ صاحب کہتے تھے کہ:

''مجھے ساری عمر کبھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نہ جھڑکا اور نہ سختی سے خطاب کیا۔ بلکہ میں بڑا ہی سست تھا اور اکثر آپؑ کے ارشادات کی تعمیل میں دیر کر دیا کرتا تھا۔ باایں سفر میں مجھے ساتھ رکھتے۔''

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ مرتبہ حضرت یعقوب علی عرفانیؓ صفحہ 349-350)

حضرت یعقوب علی صاحب عرفانیؓ لکھتے ہیں کہ میں نے خود دیکھا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ حافظ حامد علی صاحب کو حاضر غائب اسی پورے نام سے پکارتے یا میاں حامد علی کہتے۔

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ مرتبہ حضرت یعقوب علی عرفانیؓ صفحہ 338)

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانیؓ تحریر فرماتے ہیں:

''حافظ حامد علیؓ کے ساتھ اس قسم کا برتاؤ اور معاملہ کرتے تھے جیسا کسی عزیز سے کیا جاتا ہے اور یہ بات حافظ حامد علیؓ ہی پر موقوف نہ تھی حضرت کا ہر ایک خادم اپنی نسبت یہی سمجھتا تھا کہ مجھ سے زیادہ اور کوئی عزیز آپ کو نہیں۔ بہرحال حافظ حامد علیؓ کو ایک دفعہ کچھ لفافے اور کارڈ آپ نے دیئے کہ ڈاک خانہ میں ڈال آو۔ حافظ حامد علیؓ کا حافظہ کچھ ایسا ہی تھا۔ پس وہ کسی اور کام میں مصروف ہو گئے اور اپنے مفوّض کو بھول گئے۔ ایک ہفتہ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ (جو اُن دنوں میں میاں محمود اور ہنوز بچہ ہی تھے) کچھ لفافے اور کارڈ لئے دوڑتے ہوئے آئے کہ ابا ہم نے کوڑے کے ڈھیر سے خط نکالے ہیں۔ آپؑ نے دیکھا تو وہی خطوط تھے جن میں سے بعض رجسٹرڈ خط بھی تھے اور آپؑ اُن کے جواب کے منتظر تھے۔ حامد علیؓ کو بلوایا اور خط دکھا کر بڑی نرمی سے صرف اتنا کہا: ''حامد علی! تمہیں نسیان بہت ہو گیا ہے ذرا فکر سے کام کیا کرو۔'' ضروری اور بہت ضروری خطوط جن کے جواب کا انتظار مگر خادم کی غفلت کا شکار ہو جاتے ہیں اور بجائے ڈاک میں جانے کے وہ کوڑے کرکٹ کے ڈھیر میں سے جا ملتے ہیں اس پر کوئی باز پُرس کوئی سزا اور کوئی تنبیہ نہیں کی جاتی۔

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ صفحہ 109)

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ فرماتے ہیں، کہ ایک عورت نے اندر سے کچھ چاول چرائے، چور کا دل نہیں ہوتا اس لئے اس کے اعضاء میں غیر معمولی قسم کی بیتابی اور اس کا ادھر اُدھر دیکھنا بھی خاص وضع کا ہوتا ہے۔ کسی دوسرے تیز نظر نے تاڑ لیا اور پکڑ لیا۔ شور پڑ گیا۔ اس کی بغل سے کوئی پندرہ سیر کی گٹھڑی چاولوں کی نکلی ادھر سے ملامت اُدھر سے پھٹکار ہو رہی تھی جو حضرت کسی تقریب سے اُدھر آ نکلے پوچھنے پر کسی نے واقعہ کہہ سنایا۔ فرمایا:

''محتاج ہے کچھ تھوڑے سے اسے دے دو اور فضیحت نہ کرو اور خدا تعالیٰ کی ستاری کا شیوہ اختیار کرو۔''

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ مصنفہ حضرت مولانا عبدالکریم سیالکوٹیؓ صفحہ 25)

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانیؓ جلد اول صفحہ 101)

خان صاحب اکبر خان صاحب نے بتایا کہ مسجد مبارک کی اوپر کی چھت پر سے حضرت اقدس کے مکان پر جانے کے لئے پہلے بھی اسی طرح ایک راستہ ہوتا تھا... ایک دفعہ میں لالٹین اٹھا کر حضرت اقدسؑ کو راستہ دکھانے لگا۔ اتفاق سے لالٹین ہاتھ سے چھوٹ گئی لکڑی پر تیل پڑا اوپر سے نیچے تک آگ لگ گئی۔ میں بہت پریشان ہوا۔ بعض لوگ بھی کچھ بولنے لگے لیکن حضرت اقدسؑ نے فرمایا:

''خیر ایسے واقعات ہو ہی جاتے ہیں۔ مکان بچ گیا۔''

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ از حضرت شیخ یعقوب علی عرفانیؓ جلد اول صفحہ 100)

خان اکبر صاحب ہی بیان کرتے ہیں حضرت اقدسؑ کا قاعدہ تھا کہ رات کو عموماً موم بتی جلایا کرتے تھے۔ اور بہت سی موم بتیاں اکٹھی روشن کر دیا کرتے تھے۔ جن دنوں میں آیا میری لڑکی بہت چھوٹی تھی ایک دفعہ حضرت اقدسؑ کے کمرے میں بتی جلا کر رکھ آئی، اتفاق ایسا ہوا کہ وہ بتی گر پڑی۔ اور تمام مسودات جل گئے علاوہ ازیں اور بھی چند چیزوں کا نقصان ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب معلوم ہوا کہ حضرت اقدسؑ کے کئی مسودات ضائع ہو گئے ہیں۔ تو تمام گھر میں گھبراہٹ، میری بیوی اور لڑکی کو سخت پریشانی ہوئی کیوں کہ حضرت اقدسؑ کتابوں کے مسودات بڑی احتیاط سے رکھا کرتے تھے لیکن جب حضورؑ کو معلوم ہوا تو حضورؑ نے اس واقعہ کو یہ کہہ کر رفت گزشت کر دیا کہ:

''خدا تعالیٰ کا بہت ہی شکر ادا کرنا چاہئے کہ کوئی اس سے زیادہ نقصان نہیں ہو گیا۔''

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ از حضرت شیخ یعقوب علی عرفانیؓ جلد اول صفحہ 99)

ہم آنحضرت ﷺ اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ سے عشق کرتے ہیں۔ بڑے شوق سے ان کے واقعات بھی پڑھتے ہیں۔ اللہ کرے ہم اپنے ماتحتوں سے یا جن پر کچھ اختیار حاصل ہے سے حسنِ سلوک کے یہ انداز اپنا کر اپنے عشق کو اپنے عمل سے سچا کر دکھائیں۔ آمین اللّٰہم آمین۔

دعا کا تحفہ

ترقیاتِ روحانی اور مغفرتِ الٰہی کی دعا

اللہ تعالیٰ مومنوں کو توبۃ النصوح کی تعلیم دیتا ہے جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کا ازالہ فرما کر اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے گا۔ ان مومنوں کے آگے اور پیچھے نور ہوگا اور وہ یہ دعا کریں گے۔

رَبَّنَاۤ اَتۡمِمۡ لَنَا نُوۡرَنَا وَاغۡفِرۡ لَنَا ۚ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۹﴾ (التحریم: 9)

اے ہمارے رب! ہمارا نور ہمارے فائدے کے لئے پورا کر دے اور ہمیں معاف فرما، تو ہر چیز پر قادر ہے۔

(قرآنی دعائیں از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 21)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

مرتبہ:۔ظہیر احمد خان۔انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن

بنیادی مسائل کے جوابات

قسط 26

سوال:۔ ایک دوست نے اصول فقہ کے قانون ’’قول صحابیؓ رسول ﷺ شرعی حکم کے استنباط کیلئے دلیل ہے‘‘ کے بارہ میں حضور انور سے راہنمائی کی درخواست کی۔جس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 20 جولائی 2020ء میں درج ذیل ارشاد فرمایا:۔

جواب:۔ اس امر میں کوئی شک نہیں کہ صحابہ حضور ﷺ کے تربیت یافتہ تھے،انہوں نے حضور ﷺ سے علم وعرفان حاصل کیا۔اور وہ مقاصد شریعت کو زیادہ اچھی طرح جانتے تھے۔لیکن اس کے باوجود اصول فقہ والوں کا یہ قانون ایک hard and fast rule کے طور پر نہیں مانا جاسکتا۔کیونکہ اقوال صحابہ بھی احادیث ہی کی طرح آنحضور ﷺ اور صحابہ کا دور گزرنے کے بعد جمع کئے گئے۔

صحابہ رسول ﷺ کے اقوال کا درجہ تو یقیناً احادیث نبوی ﷺ کے بعد آتا ہے۔جبکہ بہت سی احادیث پر علماء وفقہاء نے جرح کر کے انہیں ضعیف اور موضوع قرار دیا ہے۔امام المحدثین حضرت امام بخاریؒ کو چھ لاکھ کے قریب احادیث یاد تھیں جن میں سے انہوں نے سولہ سال کی محنت شاقہ کے بعد صرف تین ہزار کے قریب احادیث کو اپنی صحیح میں شامل فرمایا۔ دوسری صدی ہجری کے مؤرخ واقدی کی بیان کردہ متعدد احادیث ایسی ہیں جن کو علماء نے قابل استناد قرار نہیں دیا۔

پس اصل بات وہی ہے جو حضور ﷺ کے غلام صادق اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کیلئے مبعوث ہونے والے حکم وعدل حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمائی ہے کہ ’’کون ایسا مومن ہے جو قرآن شریف کو حدیثوں کیلئے حکم مقرر نہ کرے؟اور جب کہ وہ خود فرماتا ہے کہ یہ کلام حکم ہے اور قول فصل ہے اور حق اور باطل کی شناخت کیلئے فرقان ہے اور میزان ہے تو کیا یہ ایمانداری ہوگی کہ ہم خدا تعالیٰ کے ایسے فرمودہ پر ایمان نہ لاویں؟ اور اگر ہم ایمان لاتے ہیں تو ہمارا ضرور یہ مذہب ہونا چاہئے کہ ہم ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول کو قرآن کریم پر عرض کریں تا ہمیں معلوم ہو کہ وہ واقعی طور پر اسی مشکوٰۃ وحی سے نور حاصل کرنیوالے ہیں جس سے قرآن نکلا ہے یا اس کے مخالف ہیں۔‘‘

(الحق مباحثہ لدھیانہ، روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 22)

پس اس تعلیم کی روشنی میں ہمارا مذہب یہ ہے کہ صحابہ کے وہ اقوال جو قرآن کریم، سنت نبویہ ﷺ اور احادیث صحیحہ کے مطابق ہیں، شرعی احکام کے استنباط کیلئے دلیل شمار ہوں گے۔

سوال:۔ ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں تحریر کیا کہ کیا غیر مسلموں پر رحم کرنا اور ان کیلئے استغفار کرنا جائز ہے۔ اور ان پر اتمام حجت ہونے یا نہ ہونے سے ان کیلئے رحم اور استغفار کرنے میں کوئی فرق پڑے گا؟ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 20 جولائی 2020ء میں اس کا درج ذیل جواب عطاء فرمایا:۔

جواب:۔ قرآن کریم کا علم رکھنے والے کی طرف سے اس قسم کا سوال کرنا قابل تعجب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جس طرح اپنے لئے رب العالمین کے الفاظ استعمال کر کے یہ مضمون بیان فرمادیا کہ اللہ تعالیٰ تمام جہانوں میں پائی جانے والی مخلوق کی رنگ ونسل اور مذہب و ملت کا فرق کئے بغیر ربوبیت کرنے والی ذات ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا و مولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات بابرکات کیلئے رحمۃ المومنین یا رحمۃ المسلمین کی بجائے رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ(الانبیاء:108) کے الفاظ استعمال فرما کر ہمیں بتادیا کہ یہ رسول تمام جہانوں کیلئے بلا امتیاز رنگ ونسل اور مذہب و ملت سراپائے رحمت ہے۔

یہی تعلیم حضور ﷺ نے اپنے متبعین کو بھی دی۔ چنانچہ آپ نے فرمایا لَا یَرۡحَمُ اللّٰہُ مَنۡ لَّا یَرۡحَمُ النَّاسَ (صحیح بخاری کتاب التوحید) یہاں پر بھی حضور ﷺ نے یرحم المومنین یا یرحم المسلمین کی بجائے یرحم الناس کے الفاظ استعمال کر کے ہمیں سمجھا دیا کہ ایک حقیقی مسلمان کا دل جب تمام بنی نوع انسان کیلئے رحمت کے جذبہ سے لبریز ہوگا تب وہ اللہ تعالیٰ کے رحم کا مورد ہو سکے گا۔

جہاں تک کسی کیلئے استغفار کرنے کا تعلق ہے تو اس بارہ میں بھی قرآن وسنت نے ہماری راہنمائی فرمائی ہے کہ ایسا مشرک جس کے متعلق یہ واضح ہو جائے کہ وہ خدا کا دشمن اور یقیناً جہنمی ہے اس کیلئے استغفار نہ کیا جائے۔اور کسی کے جہنمی ہونے کا علم یا تو اللہ تعالیٰ کی ذات کو ہے یا اس کے ان انبیاء اور برگزیدوں کو ہوتا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ خود کسی کے جہنمی ہونے کی خبر دیتا ہے۔ اسی لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب اللہ تعالیٰ نے ان کے والد کے عدو اللہ ہونے کی خبر دی تو آپ اس کیلئے استغفار سے دست بردار ہو گئے۔ (التوبہ:114)

مدینہ کے منافقین کی شرارتوں اور ان کی طرف سے آنحضور ﷺ اور مسلمانوں کو دی جانے والی تکالیف کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان کیلئے سخت انذار فرمایا اور انہیں نافرمان قرار دیتے ہوئے جہنمی قرار دیا۔لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے آنحضور ﷺ کو چونکہ اس وقت تک ان کیلئے استغفار کرنے یا نہ کرنے کا اختیار دیا تھا۔اس لئے رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول کی وفات پر حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والے اس اختیار کی بناء پر اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس کیلئے استغفار کیا۔

اسلام کی عفو کی تعلیم اپنے اندر ایک ایسی گہری حکمت رکھتی ہے جس سے پہلے مذاہب کی تعلیمات عاری تھیں۔لہٰذا اسلام اپنے ہر دشمن کیلئے جب تک کہ اس کے اصلاح پانے کی امید باقی ہو،ہدایت کی دعا کرنے اور اس کی تربیت کیلئے کوشش کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ چنانچہ جنگ احد میں جب مسلمانوں کو نقصان پہنچا اور حضور ﷺ بھی زخمی ہو گئے تو کسی نے حضور ﷺ کی خدمت میں مخالفین اسلام کے خلاف بد دعا کرنے کی درخواست کی تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے لعنت ملامت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا بلکہ اس نے مجھے خدا کا پیغام دینے والا اور رحمت کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔اس کے بعد حضور ﷺ نے اللہ کے حضور یہ دعا کی کہ اے اللہ میری قوم کو ہدایت دیدے کیونکہ وہ (میرے مقام اور اسلام کی) حقیقت سے نا آشنا ہیں۔(شعب الایمان للبیہقی)اسی طرح ایک اور روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے اللہ کے حضور یہ التجا کی کہ اے اللہ میری قوم کو بخش دے کیونکہ وہ (اسلام اور میرے مقام کی) لاعلمی کی وجہ سے اسلام کی مخالفت کر رہی ہے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی)

پس اسلام اپنے متبعین کو تاکید کرتا ہے کہ وہ تمام بنی نوع انسان کیلئے بلا امتیاز مذہب وملت اور رنگ ونسل رحم کے جذبات سے پُر ہوں اور سوائے ان مشرکوں اور خدا کے دشمنوں کے جن کے جہنمی ہونے پر اللہ تعالیٰ نے مہر ثبت فرمادی ہو، ہر ایک کیلئے استغفار کرنے والے ہوں۔

آپ کے سوال کا تعلق اگر کسی معین انسان کے ساتھ ہے تو ایسی صورت میں پھر مسلم اور غیر مسلم کا سوال نہیں اٹھتا بلکہ اس انسان کے پیدا کردہ حالات، واقعات اور اس سے تعلق رکھنے والے حقائق کے مطابق فیصلہ ہونا چاہئے۔

سوال:۔ ایک دوست نے دریافت کیا ہے کہ کیا یکم ذوالحج سے قربانی تک بال اور ناخن نہ کٹوانے کا ارشاد صرف حاجیوں کیلئے ہے یا ہر قربانی کرنے والے کیلئے ہے۔ نیز یہ کہ اگر کسی علاقہ میں ذوالحج کے چاند نکلنے کا بعد میں پتہ چلے تو اس علاقہ کے لوگوں کیلئے کیا ہدایت ہے؟حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 11 اگست 2020ء میں اس بارہ میں درج ذیل ارشاد فرمایا۔حضور انور نے فرمایا:۔

جواب:۔ احادیث سے تو یہی پتہ چلتا ہے کہ یہ حکم ہر قربانی کرنے والے کیلئے ہے۔ چنانچہ حضرت ام سلمہؓ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب تم ذوالحجہ کا چاند دیکھ لو تو جو شخص قربانی کرنا چاہتا ہو اسے قربانی کرنے تک اپنے بال اور ناخن نہیں کٹوانے چاہئیں۔ (صحیح مسلم کتاب الاضاحی)

باقی اگر کسی علاقہ میں ذوالحج کے چاند نکلنے کا 29 ذوالقعد کو نہ علم ہو سکے اور ایک دو روز بعد وہاں کے لوگوں کو اس کی اطلاع ملے تو اس علاقہ کے لوگ اسی وقت حضور ﷺ کے اس حکم کے مکلف ہوں گے جب انہیں چاند کے نکلنے کی اطلاع ملے۔

سوال:۔ ایک دوست نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں تحریر کیا کہ کیا حضرت یحییٰ اور حضرت زکریا علیہما السلام کو قتل کیا گیا تھا یا قتل سے مراد ان کے پیغام کا قتل ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس بارہ میں اپنے مکتوب مؤرخہ 11 اگست 2020ء میں درج ذیل ارشاد فرمایا۔حضور نے فرمایا:۔

جواب:۔ حضرت یحییٰ اور حضرت زکریا علیہما السلام کے قتل کے بارہ میں جس طرح تاریخ وسیرت کی کتب میں اور علمائے سلف کے نظریات میں اختلاف پایا جاتا ہے، اسی طرح جماعت میں بھی اس بارہ میں قرآنی آیات سے استدلال اور احادیث کی تشریح کی روشنی میں خلفائے احمدیت کی آراء مختلف ہیں۔ میری رائے اس بارہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی رائے کے مطابق ہے اور میں قرآن کریم، احادیث نبوی ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں اسی موقف پر قائم ہوں کہ کسی بھی سلسلہ کا پہلا اور آخری نبی یا وہ نبی جس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہو

کہ وہ اسے انسانوں کی دسترس سے بچائے گا، قتل نہیں ہو سکتے۔ ان کے علاوہ باقی انبیاء کیلئے قتل نفس کوئی معیوب بات نہیں اور اس سے نبی کی شان میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا کیونکہ قتل بھی شہادت ہوتی ہے۔ مگر ہاں ناکام قتل ہو جانا انبیاء کی شان میں سے نہیں ہے۔ پس جب ایک نبی اپنا کام پورا کر چکے تو پھر وہ طبعی طور پر فوت ہو یا کسی کے ہاتھ سے شہید ہو جائے اس میں کوئی حرج کی بات نہیں۔ کیونکہ کامیابی کی موت پر نہ کسی کو تعجب ہوتا ہے اور نہ دشمن کو خوشی ہوتی ہے۔

پس حضرت یحیٰؑ اور حضرت زکریا علیہما السلام بھی کسی سلسلہ کے پہلے اور آخری نبی نہیں تھے اور نہ ہی ان کے بارہ میں خدا تعالیٰ کا کوئی ایسا وعدہ مذکور ہے کہ وہ انہیں دشمن کے ہاتھ سے ضرور محفوظ رکھے گا۔ اسی طرح ہمارا ایمان ہے کہ جب ان انبیاء کی شہادت ہوئی تو یقیناً وہ اپنی ان ذمہ داریوں کو کماحقہ ادا کر چکے تھے جو اللہ تعالیٰ نے ان کے سپرد فرمائی تھیں۔

سوال: ایک خاتون نے نکاح اور طلاق کے بارہ میں بعض سوالات حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بھجوا کر ان کے بارہ میں راہنمائی چاہی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 17 اگست 2020ء میں ان سوالوں کا تفصیلی جواب عطاء فرماتے ہوئے درج ذیل ارشادات فرمائے۔ حضور نے فرمایا:

1۔ طلاق یا خلع کیلئے فریقین کا متفق ہونا یا اس کیلئے گواہوں کا ہونا ضروری نہیں۔ لیکن انعقاد نکاح کیلئے دونوں چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نکاح فریقین کے مابین ایک معاہدہ ہے، جس کیلئے فریقین اور لڑکی کے ولی کی رضامندی اور گواہوں کی موجودگی ضروری ہے۔ نیز اس معاہدہ کے اعلان کا بھی حکم ہے۔

جبکہ نکاح کے معاہدہ کو ختم کرنے کا اختیار اسلام نے فریقین کو دیا ہے جسے اصطلاح میں خلع اور طلاق کہا جاتا ہے۔ عورت جس طرح اپنا نکاح خود بخود نہیں کر سکتی بلکہ اپنے ولی کے ذریعہ کرتی ہے، اسی طرح خلع کا استعمال بھی وہ بذریعہ قضاء یا حاکم وقت ہی کر سکتی ہے۔ تا کہ خلع کی صورت میں اس کے حقوق کی حفاظت ہو سکے۔ جبکہ مرد جس طرح اپنے نکاح کا انعقاد اپنی مرضی سے کرتا ہے۔ اسی طرح طلاق کا استعمال بھی وہ خود بخود کر سکتا ہے کیونکہ طلاق کی صورت میں عورت کے حقوق کی ادائیگی خاوند پر لازم ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خلع اور طلاق کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

شریعت اسلام نے صرف مرد کے ہاتھ میں ہی یہ اختیار نہیں رکھا کہ جب کوئی خرابی دیکھے یا ناموافقت پاوے تو عورت کو طلاق دیدے بلکہ عورت کو بھی یہ اختیار دیا ہے کہ وہ بذریعہ حاکم وقت کے طلاق لے لے۔ اور جب عورت بذریعہ حاکم کے طلاق لیتی ہے تو اسلامی اصطلاح میں اس کا نام خلع ہے۔ جب عورت مرد کو ظالم پاوے یا وہ اُس کو ناحق مارتا ہو یا اور طرح سے ناقابل برداشت بدسلوکی کرتا ہو یا کسی اور وجہ سے ناموافقت ہو یا وہ مرد دراصل نامرد ہو یا تبدیل مذہب کرے یا ایسا ہی کوئی اور سبب پیدا ہو جائے جس کی وجہ سے عورت کو اُس کے گھر میں آباد رہنا ناگوار ہو تو ان تمام حالتوں میں عورت یا اُس کے کسی ولی کو چاہئے کہ حاکم وقت کے پاس یہ شکایت کرے اور حاکم وقت پر یہ لازم ہوگا کہ اگر عورت کی شکایت واقعی درست سمجھے تو اس عورت کو اس مرد سے اپنے حکم سے علیحدہ کر دے اور نکاح کو توڑ دے لیکن اس حالت میں اس مرد کو بھی عدالت میں بلانا ضروری ہوگا کہ کیوں نہ اُس کی عورت کو اُس سے علیحدہ کیا جائے۔

اب دیکھو کہ یہ کس قدر انصاف کی بات ہے کہ جیسا کہ اسلام نے یہ پسند نہیں کیا کہ کوئی عورت بغیر ولی کے جو اُس کا باپ یا بھائی یا اور کوئی عزیز ہو خود بخود اپنا نکاح کسی سے کر لے ایسا ہی یہ بھی پسند نہیں کیا کہ عورت خود بخود مرد کی طرح اپنے شوہر سے علیحدہ ہو جائے بلکہ جدا ہونے کی حالت میں نکاح سے بھی زیادہ احتیاط کی ہے کہ حاکم وقت کا ذریعہ بھی فرض قرار دیا ہے تا عورت اپنے نقصانِ عقل کی وجہ سے اپنے تئیں کوئی ضرر نہ پہنچا سکے۔

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 288-289)

خلع کا انعقاد چونکہ بذریعہ قضاء ہوتا ہے، اس لئے اس میں خود بخود گواہی قائم ہو جاتی ہے۔ لیکن طلاق چونکہ اس طرح نہیں ہوتی اس لئے اگر میاں بیوی طلاق کے اجراء پر متفق ہوں اور ان میں کوئی اختلاف نہ ہو تو پھر گواہی کے بغیر بھی طلاق مؤثر ہوتی ہے۔ طلاق کیلئے گواہی کا ہونا مستحب ہے لازمی نہیں۔ چنانچہ قرآن کریم نے طلاق اور رجوع کے سلسلہ میں جہاں گواہی کا ذکر فرمایا ہے وہاں اسے نصیحت قرار دیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا فَاِذَا بَلَغۡنَ اَجَلَہُنَّ فَاَمۡسِکُوۡہُنَّ بِمَعۡرُوۡفٍ اَوۡ فَارِقُوۡہُنَّ بِمَعۡرُوۡفٍ وَّاَشۡہِدُوۡا ذَوَیۡ عَدۡلٍ مِّنۡکُمۡ وَاَقِیۡمُوا الشَّہَادَۃَ لِلّٰہِ ؕ ذٰلِکُمۡ یُوۡعَظُ بِہٖ مَنۡ کَانَ یُؤۡمِنُ بِاللّٰہِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ (الطلاق:3) یعنی پھر جب وہ عورتیں عدت کی آخری حد کو پہنچ جائیں تو انہیں مناسب طریق پر روک لو یا انہیں مناسب طریق پر فارغ کر دو اور اپنے میں سے دو منصف گواہ مقرر کرو اور خدا کیلئے سچی گواہی دو۔ تم میں سے جو کوئی اللہ اور یوم آخر پر ایمان لاتا ہے اس کو یہ نصیحت کی جاتی ہے۔ اور جو شخص اللہ کا تقویٰ اختیار کرے گا اللہ اس کیلئے کوئی نہ کوئی رستہ نکال دے گا۔

فقہاء بھی اس بات پر متفق ہیں کہ اگر کوئی شخص بغیر گواہوں کے طلاق دیدے یا رجوع کر لے تو اس سے اس کی طلاق یا رجوع پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

2۔ جہاں تک غصہ کی حالت میں دی جانے والی طلاق کا معاملہ ہے تو جب کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے تو وہ بیوی کی کسی ناقابل برداشت اور فضول حرکت پر ناراض ہو کر یہ قدم اٹھاتا ہے۔ بیوی سے خوش ہو کر تو کوئی انسان اسے طلاق نہیں دیتا۔ اس لئے ایسے غصہ کی حالت میں دی جانے والی طلاق بھی مؤثر ہو گی۔

البتہ اگر کوئی انسان ایسے طیش میں ہو کہ اس پر جنون کی کیفیت طاری ہو اور اس نے نتائج پر غور کئے بغیر جلد بازی میں اپنی بیوی کو طلاق دی اور پھر اس جنون کی کیفیت کے ختم ہونے پر نادم ہوا اور اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا تو اسی قسم کی کیفیت کیلئے قرآن کریم نے فرمایا ہے کہ لَا یُؤَاخِذُکُمُ اللّٰہُ بِاللَّغۡوِ فِیۡۤ اَیۡمَانِکُمۡ وَلٰکِنۡ یُّؤَاخِذُکُمۡ بِمَا کَسَبَتۡ قُلُوۡبُکُمۡ ؕ وَاللّٰہُ غَفُوۡرٌ حَلِیۡمٌ (البقرہ:226) یعنی اللہ تمہاری قسموں میں (سے) لغو (قسموں) پر تم سے مؤاخذہ نہیں کرے گا۔ ہاں جو (گناہ) تمہارے دلوں نے (بالارادہ) کمایا اس پر تم سے مؤاخذہ کرے گا اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بُردبار ہے۔

3۔ شرطی طلاق بھی مقررہ شرط کے پورا ہونے پر مؤثر ہو جاتی ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے شاگرد اور آپ کے آزاد کردہ غلام نافعؒ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنے بیوی سے کہا کہ اگر وہ باہر نکلی تو اسے طلاق ہے۔ اس پر حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فتویٰ دیا کہ اگر اس کی بیوی باہر نکلے گی تو اسے طلاق ہو جائے گی اور اگر وہ نہ نکلی تو اس پر کچھ نہیں۔

(صحیح بخاری کتاب الطلاق)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس بارہ میں فرماتے ہیں:۔

اگر شرط ہو کہ فلاں بات ہو تو طلاق ہے اور وہ بات ہو جائے تو پھر واقعی طلاق ہو جاتی ہے۔ جیسے کوئی شخص کہے کہ اگر فلاں پھل کھاؤں تو طلاق ہے اور پھر وہ پھل کھا لے تو طلاق ہو جاتی ہے۔

(البدر نمبر 21 جلد 2 مؤرخہ 12جون 1903ء صفحہ 162)

4۔ طلاق کیلئے پسندیدہ امر یہی ہے کہ خاوند ایسے طہر میں طلاق دے جس میں اس نے تعلق زوجیت قائم نہ کیا ہو۔ لیکن اگر وہ ایسا نہیں کرتا اور حمل کی حالت میں، حیض یا نفاس کے ایام میں طلاق دیتا ہے تو ایسی طلاق بھی مؤثر ہو گی۔ کیونکہ اگر صرف ایسے طہر میں دی جانے والی طلاق ہی مؤثر ہوتی جس میں خاوند نے تعلق زوجیت قائم نہ کیا ہو تو پھر قرآن کریم میں حمل والی عورت کی عدت طلاق کا بیان عبث ٹھہرتا ہے۔ پس قرآن کریم میں حمل والی عورتوں کی عدت طلاق کا بیان اس بات کا ثبوت ہے کہ حمل کی حالت میں دی جانے والی طلاق بھی مؤثر قرار پاتی ہے۔

اسی طرح حیض میں دی جانے والی طلاق کے بارہ میں کتب احادیث میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا یہ بیان مروی ہے کہ ان کی طرف سے بیوی کو اس کے ایام حیض میں دی جانے والی طلاق، ایک طلاق شمار کی گئی تھی۔

(صحیح مسلم کتاب الطلاق)

5۔ ایسی طلاق جس کے بعد بیوی پر عدت کا حکم لاگو ہوتا ہے، اس عدت کے بارہ میں قرآنی حکم ہے کہ اس دوران نہ خاوند بیوی کو گھر سے نکالے اور نہ بیوی اپنا گھر چھوڑ کر جائے، بلکہ عدت کا عرصہ وہ خاوند کے گھر میں ہی گزارے۔ چنانچہ فرمایا لَا تُخۡرِجُوۡہُنَّ مِنۡۢ بُیُوۡتِہِنَّ وَلَا یَخۡرُجۡنَ (الطلاق:2) یعنی ان کو ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ خود نکلیں۔

اسلام نے مطلقہ پر عدت کے دوران بناؤ سنگھار کرنے یا کام کاج اور دیگر ذمہ داریوں کی ادائیگی کیلئے گھر سے باہر جانے کے حوالہ سے کوئی ایسی پابندی عائد نہیں کی جیسی پابندیاں اس نے بیوہ پر اس کی عدت کے دوران لگائی ہیں۔ بلکہ احادیث میں مطلقہ کیلئے اس کے برعکس حکم ملتا ہے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے ایک خاتون کو طلاق کی عدت کے دوران نہ صرف باہر جانے کی اجازت دی بلکہ اس پر پسندیدگی کا بھی اظہار فرمایا۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ روایت کرتے ہیں:۔ طُلِّقَتۡ خَالَتِی فَاَرَادَتۡ اَنۡ تَجُدَّ نَخۡلَھَا فَزَجَرَھَا رَجُلٌ اَنۡ تَخۡرُجَ فَاَتَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَلٰی فَجُدِّیۡ نَخۡلَکِ فَاِنَّکِ عَسٰی اَنۡ تَصَدَّقِیۡ اَوۡ تَفۡعَلِیۡ مَعۡرُوۡفًا۔

(صحیح مسلم کتاب الطلاق)

یعنی میری خالہ کو طلاق ہوئی اور وہ اپنا کھجور کا باغ کاٹنے نکل کھڑی ہوئیں۔ راستہ میں ایک شخص نے انہیں گھر سے باہر نکلنے پر ڈانٹا۔ اس پر وہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ تو حضور ﷺ نے انہیں فرمایا کہ تم بیشک اپنا کھجور کا باغ کاٹو۔ شاید اس طرح تمہیں صدقہ دینے یا نیکی کرنے کا موقعہ مل جائے۔

7۔ خلع طلاق بائن کا حکم رکھتا ہے۔ یعنی اس کے بعد رجوع کیلئے تجدید نکاح لازمی ہے، اس کے بغیر رجوع نہیں ہو سکتا۔

رپورٹ: مسعود احمد طاہر۔ نمائندہ آئن لائن الفضل گیمبیا

ایک روزہ مسرور ریجنل فٹبال ٹورنامنٹ

تیاری

خاکسار مسعود احمد طاہر ایریا مشنری نے دو ماہ قبل اس ٹورنامنٹ کے انعقاد کا پروگرام بنایا۔ جس کے لئے پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں ٹورنامنٹ کی کامیابی کے لئے دعائیہ خط عرض کیا۔ یہ ٹورنامنٹ اس ریجن میں اپنی نوعیت کا پہلا پروگرام تھا۔ اس ٹورنامنٹ کے دو اہم مقاصد تھے۔ 1. خدام کو نظام جماعت اور خلافت احمدیہ کے قریب لانا۔ اور 2. معاشرے میں بڑھتی نفرت کے خلاف اسلام کی پُر امن تعلیم کا عملی اظہار کرنا۔ اسی لئے اس ٹورنامنٹ میں بغیر کسی قسم کی مذہبی تفریق کے احمدی، غیر احمدی سب کو شامل کیا گیا تا کہ باہمی ہم آہنگی اور محبت کو پروان چڑھایا جائے۔

یہ ٹورنامنٹ مؤرخہ 19 جون 2022 بروز اتوار کو منعقد ہوا۔ ٹورنامنٹ کے آغاز سے پہلے اجتماعی صدقہ دیا گیا۔ کسی بھی پروگرام کی کامیابی کے پیچھے بہت سے مراحل ہوتے ہیں۔ اسی طرح اس ٹورنامنٹ کے کامیاب انعقاد کے لئے بھی میٹنگز ہوئیں۔ خدام کے اجلاسات ہوئے۔ خدام کو مختلف ڈیوٹیاں سپرد کی گئیں۔

گیمبیا میں اس بار بارشوں کا سیزن قدرے پہلے شروع ہوگیا ہے۔ اس لئے یہ پریشانی تھی کہ کہیں موسم ہمارے اس پروگرام کو خراب نہ کردے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے خاص فضل فرمایا اور بارش کی وجہ سے کسی قسم کی کوئی دقت پیش نہ آئی۔ الحمدللہ

ٹورنامنٹ کا نام

ٹورنامنٹ کا نام پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

کے اسم مبارک پر مسرور ریجنل فٹبال ٹورنامنٹ رکھا گیا۔ جبکہ ریجن میں چار ٹیمیں بنائی گئیں اور انکو خلفائے احمدیت کے نام دیے گئے۔

- نور
- بشیر
- ناصر
- طاہر

افتتاحی تقریب

ٹورنامنٹ کی افتتاحی صبح گیارہ بجے ہوئی۔ اس تقریب کی صدارت مکرم عثمان سانے صاحب نے کی، جو کہ نیشنل یوتھ آرگنائزیشن کے ریجنل چیئرپرسن ہیں۔ انھوں نے اس ٹورنامنٹ کے انعقاد پر جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کیا اور مبارکباد پیش کی۔ خدام کو نصیحت کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ نوجوان ہمارا مستقبل ہیں اور آپکی صحت کے لئے کھیلیں بہت ضروری ہیں۔ اس لئے میں جماعت احمدیہ سے درخواست کروں گا کہ آئندہ بھی ایسے پروگرام جاری رکھے۔

خاکسار نے خدام کو بتایا کہ ہم یہاں صرف تفریح کے لئے ہی نہیں آئے، بلکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ المؤمن القوی خیر و احب الی اللہ من المؤمن الضعیف۔ صحتمند مومن کمزور مومن سے بہتر اور اللہ کو زیادہ محبوب ہے۔ اس لئے ہم نے اپنی صحت کو بھی بہتر بنانا ہے اور کھیل کے ذریعہ اپنے اخلاق اور قوت برداشت کو بھی پروان چڑھانا ہے۔

دعا کے بعد باقاعدہ میچز کا آغاز ہوا۔

میچز: ٹورنامنٹ کے تمام میچز ایک ہی دن کھیلے گئے اور فائنل میں ایک سنسنی خیز مقابلے کے بعد ٹیم طاہر نے ٹیم نور کا ہرا کر ٹورنامنٹ جیت لیا۔ دوران میچز کھلاڑیوں کی جوس سے تواضع بھی کی گئی۔

اختتامی تقریب: میچز کے بعد تقریباً چار بجے اختتامی تقریب شروع ہوئی۔ جس کی صدارت مکرم ابوبکر نیابلی ریجنل پریذیڈنٹ نے کی۔ اس کے علاوہ نیشنل نائب صدر خدام الاحمدیہ گیمبیا مکرم سیکو جامع بھی تقریب میں موجود تھے۔ لوکل قائد مکرم سید سہیل احمد نے تلاوت قرآن کریم کی۔ اس کے بعد نائب صدر صاحب نے خدام الاحمدیہ کا عہد دہرایا۔

اس کے بعد خاکسار نے ٹورنامنٹ کی مختصر رپورٹ پیش کی۔ اس کے ساتھ انعامات تقسیم کئے گئے۔ پہلے نمبر پر آنیوالی ٹیم کو سرٹیفکیٹس، فٹبال ساکس، ایک عدد فٹبال اور خوبصورت ٹرافی دی گئی۔ جبکہ دوسرے نمبر پر آنیوالی ٹیم کو سرٹیفکیٹس، فٹبال ساکس اور ایک عدد فٹبال دیا گیا۔ اس کے علاوہ بہترین انفرادی کھیل پیش کرنے والوں کو بھی انعامات دئے گئے۔

آخر پر صدر اجلاس نے خدام کو نصائح کرتے ہوئے کہا کہ کبھی بھی جماعت اور خلافت کے دامن کو نہ چھوڑنا۔ ہر خادم معاشرے میں ایک اعلیٰ نمونہ ہونا چاہئے تا کہ لوگ ان کے اعلیٰ اخلاق دیکھ کر جماعت کی طرف آئیں۔ اس کے بعد دعا ہوئی۔ تقریب کے بعد نماز ظہر وعصر جمع کرکے ادا کی گئیں۔ اس ٹورنامنٹ پر آنیوالے معزز مہمانوں کو قرآن کریم مترجم، لائف آف محمد ﷺ اور پاتھ وے ٹو پیس کی ایک ایک کاپی اور تحفہ سے نوازا گیا۔

حاضری

خاکسار تمام ان احباب کا شکریہ ادا کرتا ہے جنھوں نے کسی بھی طرح اس ٹورنامنٹ کے انعقاد میں تعاون کیا۔ اللہ تعالیٰ انکو جزائے خیر عطاء فرمائے۔ آمین۔ اس ٹورنامنٹ کے موقع پر ایم۔ٹی۔اے گیمبیا کے نمائندہ بھی موجود تھے، جنھوں نے سارے پروگرام کو ریکارڈ کیا۔

اس پروگرام کی کل حاضری 82 رہی۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پروگرام کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور اس کے دور رس نتائج پیدا فرمائے۔ آمین

كُونُوا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ

حضرت خلیفۃ المسیح الاول ؓ فرماتے ہیں:۔

''ہزاروں خطوط میرے پاس آتے ہیں جن میں ظاہری بیماریوں کے ہاتھ سے نالاں لوگوں نے جو جو اضطراب ظاہر کیا ہے میں اسے دیکھتا ہوں لیکن مجھے حیرانی ہوتی ہے کہ وہ ظاہری بیماریوں کے لئے تو اس قدر گھبراہٹ ظاہر کرتے ہیں مگر باطنی اور اندرونی بیماریوں کے لئے انہیں کوئی تڑپ نہیں۔ باطنی بیماریاں کیا ہوتی ہیں؟ یہی بدظنی، منصوبہ بازی، تکبر، دوسرے کی تحقیر، غیبت اور اس قسم کی بدذاتیاں اور شرارتیں، شرک، ماموروں کا انکار وغیرہ۔ ان امراض کا وہ کچھ بھی فکر نہیں کرتے اور معالج کی تلاش انہیں نہیں ہوتی۔ میں جب ان بیماریوں کے خطوط پڑھتا ہوں تو حیرت ہوتی ہے کہ کیوں یہ اپنے روحانی امراض کا فکر نہیں کرتے۔''

(خطبات نور جلد 1 خطبہ نمبر 20 صفحہ 231)

اعلان نکاح و رخصتانہ

- **مکرم عبدالسمیع خان استاد جامعہ احمدیہ۔ گھانا لکھتے ہیں۔**

خاکسار کی بیٹی عزیزہ تنزیلہ سمیع کی تقریب نکاح ورخصتانہ 9 جولائی 2022ء کو جرمنی میں منعقد ہوئی۔ یہ تقریب ڈوگر ریسٹورنٹ Raunheim میں 2 بجے دوپہر شروع ہوئی۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم محمد لقمان شاہد مربی سلسلہ نے عزیزہ تنزیلہ سمیع کے نکاح کا اعلان عزیزم ثمر سلطان حال مقیم Augsburg جرمنی ابن مکرم سلطان احمد (چک 152 شمالی سرگودھا) کے ساتھ 8 ہزار یورو حق مہر پر کیا اور دعا کروائی۔ خاکسار کی طرف سے وکیل میرے بیٹے عزیزم عطاء المنعم رضوان تھے۔ نکاح کے بعد احباب کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

عزیزہ تنزیلہ سمیع حضرت فتح دین ؓ صحابی حضرت مسیح موعود ؑ کی نسل سے اور عبدالرشید خان صاحب خوشاب کی پوتی ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ بنائے۔ آمین

حامد اقبال۔ شعبہ تاریخ جامعہ جرمنی

جلسہ یوم خلافت

مؤرخہ 27 مئی 2022ء بروز جمعہ جامعہ احمدیہ جرمنی میں مجلس ارشاد کے تحت ''جلسہ یوم خلافت'' کا انعقاد کیا گیا۔ جلسہ یوم خلافت کے لئے محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب، نیشنل امیر جماعت احمدیہ جرمنی کو بطور مہمان خصوصی مدعو کیا گیا۔

تلاوت و نظم

جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے کیا گیا۔ عزیزم حافظ اویس قمر نے سورۃ النور کی آیات 55 تا 56 مع ترجمہ پیش کی اور ان کا جرمن ترجمہ عزیزم حمزہ ناگی نے پیش کیا۔ بعد ازاں عزیزم رحیل احمد نے حضرت مصلح موعودؓ کا منظوم کلام

عہد شکنی نہ کرو اہل وفا ہو جاؤ
اہل شیطاں نہ بنو اہل خدا ہو جاؤ

پیش کیا۔

تقاریر

جلسہ کی پہلی تقریر عزیزم سید بخاری رمیض طاہر، متعلم درجہ شاہد بعنوان خلیفۂ وقت کی جامعہ احمدیہ کے طلباء سے توقعات تھی۔ آپ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مختلف مواقع پر طلبہ جامعہ احمدیہ کو ارشاد فرمودہ نصائح پیش کیں۔

جلسہ کی دوسری تقریر مکرم انتصار احمد، استاد جامعہ احمدیہ جرمنی کی تھی جس کا عنوان خلافت پر اعتراضات کے جوابات تھا۔ آپ نے اپنی تقریر میں چند اعتراضات، مثلاً نَعُوْذُ بِاللّٰہ حضور انور تدبیر کر کے خلیفہ بنے کیونکہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی وفات کا اعلان آپ کی طرف سے ہو رہا تھا۔ پھر ایک اعتراض یہ کہ خلیفہ لوگوں کے ہاتھ سے بنتا ہے کیونکہ خلافت کمیٹی بہر حال لوگوں سے بنتی ہے۔ ایک اعتراض یہ کہ خلافت حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان تک محدود ہے۔ ایک یہ اعتراض کہ خلیفۂ وقت نے اپنے خاندان کے لوگوں کو بڑے عہدے دئے ہوئے ہیں۔ پھر خلیفہ صرف نام کا مشورہ لیتا ہے اور اصل میں اپنی ہی مرضی چلاتا ہے اور خلیفہ عیاشی کی زندگی گزارتا ہے، Mercedes وغیرہ رکھی ہوئی ہے، کا جو مخالفین کی طرف سے کئے جاتے ہیں اچھے انداز میں ان اعتراضات کے جوابات دئے۔

اس تقریر کے بعد عزیزان محمد طلحہ کاہلوں اور نعمان احمد داؤد نے ترانہ

خلیفہ دل ہمارا ہے خلافت زندگانی ہے
خلافت فصل گل بھی ہے بہار جاودانی ہے

پیش کیا۔

تقریر مہمان خصوصی

آج کے جلسہ کی آخری تقریر محترم نیشنل امیر صاحب جماعت احمدیہ جرمنی کی تھی۔ آپ نے اپنی تقریر میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اسی دن کے خطبہ جمعہ کا حوالہ دیتے ہوئے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعودؑ کی خلافت ایک خاص خلافت ہے کیونکہ اس کے متعلق یہ وعدہ دیا گیا ہے کہ یہ تا قیامت تک چلے گی۔ پھر آپ نے بیان کیا کہ خلافت آج کے زمانہ میں خدا کا مظہر ہے پس ہمارا یہ کام ہے کہ ہم لوگوں کو اس حوالے سے آگاہ کریں۔ اور یہ بات اتنی آسان نہیں کیونکہ لوگ یہ سمجھ نہیں پاتے کہ ایک زندہ مذہب موجود ہے اور یہ کہ زندہ خدا خلافت کے ذریعہ سے ظاہر ہو رہا ہے۔

آج کے دور میں لوگوں کو ایک ایسے شخص کی ضرورت ہے جو ان کے ہم و غم کا علاج کرے۔ پس ہم نے ان کو یہ بتانا ہے کہ خلافت کے پاس علاج ہے۔ آخر پر آپ نے اس بات کا ذکر کیا کہ ہمیں چاہیے کہ ہم خلافت سے اپنے والدین سے بھی زیادہ پیار کریں۔

جلسہ یوم خلافت

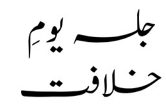

ایڈیٹر کے نام خط

• مکرمہ صادقہ احمد۔ کینیڈا سے لکھتی ہیں۔

مورخہ 7 جولائی 2022ء باغ احمدیت کو سیراب کرنے میں پانی کی حکمت و فلسفہ پر، اداریہ، پڑھ کر دل و دماغ کی کھڑکیاں کھلتی چلی گئیں۔ ایسے لگا یہ سب کچھ تو ایسے میٹھے اور لذیذ پھل کی طرح ہے جو پہلے کبھی نہیں کھایا۔ ابھی ابھی میں ایسی جنتوں میں پہنچ گئی جہاں دلی راحت اور سکون تھا۔ کوئی پاک وجود مجھے اعلیٰ ذات رحمٰن و رحیم کے دیار میں لے آیا تھا۔ اللہ سلامت رکھے ایسے نفوس کو ایسے دیار کے دیدار سے دوسروں کا بھلا کرتے ہیں۔ جینے کا مقصد واضح کرتے ہیں۔

• مکرم مظفر احمد شہزاد لکھتے ہیں۔

میرے مرغوب اخبار الفضل کے 109 سال مکمل ہونے پر دلی مبارکباد قبول کریں۔ روزنامہ الفضل آن لائن کے اداریے اور موضوعات میرے دل کی امنگوں کے عین مطابق ہونے پر ممنون ہوں۔ فی زمانہ نئی نسل کے ذہنوں کے ممکنہ سوالات کے مطابق معیاری اور عقلی و نقلی دلائل سے بھرپور مضامین کا تسلسل سے جاری رہنا اچھی کاوش ہوگی۔ اور اس سے بھی بڑھ کر کہ الفضل ہر نوجوان کے روزنامہ مطالعہ میں آنے کا سامان کرنے کے لیے ٹھوس ذمہ داری نبھانی ہوگی۔

• مکرمہ منصورہ فضل من۔ قادیان سے لکھتی ہیں۔

مورخہ 18 جولائی کے شمارے میں عابد خان صاحب کی ڈائری کا صفحہ ''اے چھاؤں چھاؤں شخص تیری عمر ہو دراز'' بہت عمدہ سلسلہ ہے۔ اس سلسلے میں، میں الفضل کی بے حد شکر گزار ہوں کہ جہاں اچھے اچھے مضامین اور اداریے پڑھنے کو ملتے ہیں وہیں مکرم عابد خان صاحب کی ڈائری کو شیئر کرنے کا سلسلہ بھی شروع کیا ہے۔ اس ڈائری کو پڑھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہو رہی ہو اور پیارے حضور انور ہمارے سامنے تشریف فرما ہوں۔ آج آئرلینڈ کے دورہ کے بارہ میں پڑھا تو حضور انور کی قادیان میں تشریف آوری یاد آ گئی۔ دل میں شدید خواہش پیدا ہوئی اور دعا نکلی کہ پیارے حضور انور کا ایک بار پھر جلد از جلد دیدار نصیب ہو۔ پیارے حضور انور ہمیں بھی شرف ملاقات بخشیں اور ان ترسی نگاہوں کو راحت نصیب ہو۔ امید ہے الفضل کی وساطت سے میری یہ التجا پیارے حضور انور تک پہنچ جائے گی کہ

ہم آنکھیں بچھائے بیٹھے ہیں...

• مکرمہ خالدہ نزہت۔ آسٹریلیا سے لکھتی ہیں۔

ماشاء اللہ الفضل کو اپنے عروج پر دیکھ کر بہت خوشی ہوتی ہے، الحمدللہ۔ 7 جولائی کے الفضل میں صدف علیم صدیقی صاحبہ کا مضمون ''خاوندوں کی فرمانبردار عورتوں سے اللہ تعالیٰ کے وعدے'' اور 5 جولائی کو ان ہی کا مضمون ''جلسے اجتماعات سے دینی علم اور تقویٰ کے پارسل لے کر آئیں'' محترمہ نے دونوں مضامین ہی اچھے انداز میں سمجھائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب بہنوں کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور کوئی لجنہ ان دنیاوی آلائشوں کی طرف رغبت رکھنے والی نہ ہو تا ہمارے گھر جنت کا نمونہ پیش کریں آمین۔

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

درثمین احمد۔ جرمنی

بزم ناصرات

بات کہنے کا اچھا طریقہ

اطفال کارنر اور حدیقۃ النساء کے بعد اب احمدی بچیوں اور واقفات نو کے لئے بزم ناصرات کے نام سے کالم کا آغاز کیا جا رہا ہے۔ اس میں اپنا حصہ ڈالنے کے لئے واقعات اور تربیتی امور بھجوائیں۔ ایڈیٹر

پیارے بچو! پُرانے زمانے میں ایک بادشاہ ہوا کرتا تھا۔ اس کا ملک بہت امیر تھا۔ وہ بادشاہ بہت محنتی اور ایمان دار تھا مگر ظالم بھی تھا۔

اُس کا ایک گھوڑا تھا جو بہت اعلیٰ نسل کا اور خوبصورت تھا۔ ایک دفعہ وہ گھوڑا بہت بیمار ہو گیا۔ بادشاہ نے جانوروں کے ماہر ڈاکٹر اور حکیم بلائے سب نے کہا کہ ’’بادشاہ سلامت! یہ گھوڑا نہیں بچ سکتا۔ یہ بیماری ایسی ہے کہ گھوڑا مر جائے گا۔‘‘

بادشاہ نے کہا ’’اگر تم لوگ اپنی جان بچانا چاہتے ہو تو اس کا صحیح طرح علاج کرو اور جس نے مجھے آ کر یہ خبر دی کہ گھوڑا مر گیا ہے۔ میں اس کو قتل کروا دوں گا۔‘‘

سب لوگ ڈر گئے۔ گھوڑے کا ہر قسم کا علاج کیا مگر گھوڑا نہ بچا اور مر گیا۔ اب تو سب لوگ بہت گھبرا گئے کہ کیا کریں؟ کس طرح بادشاہ کو بتائیں۔ سب نے یہ فیصلہ کیا کہ کل صبح جو سب سے پہلا آدمی اس شہر میں داخل ہو گا۔ اس کو پکڑ کے بادشاہ کے پاس بھیج دیں گے کہ بادشاہ کو بتائے ’’گھوڑا مر گیا ہے۔‘‘

اگلے دن ایک بے حد غریب اور سادہ سا آدمی سب سے پہلے شہر میں داخل ہوا۔ بادشاہ کے وزیروں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ بادشاہ کے پاس جاؤ اور گھوڑے کی موت کی خبر دو۔ اس کو معلوم تھا کہ بادشاہ نے کہا ہے جو یہ کہے گا میں اسے جان سے مار دوں گا۔

اس نے کہا مجھے چھوڑ دو، مجھے جانے دو، اگر میں یہ خبر بادشاہ کو سنائی تو وہ مجھے مروا دے گا۔

وزیروں نے کہا تمہارے پاس دو ہی راستے ہیں یا تو تم بادشاہ کے ہاتھوں مر جاؤ یا ہمارے ہاتھوں مرو‘‘

اس نے کہا ’’اچھا اگر مرنا ہے تو میں بادشاہ کے ہی ہاتھوں بہادری سے مرنا پسند کروں گا تمہارے جیسے لوگوں کے ہاتھوں کیوں مروں جو ایک غریب بے گناہ کو مروا رہے ہیں۔‘‘

خیر وہ بادشاہ کے پاس گیا۔ وہ بے حد عقل مند آدمی تھا۔

اس نے کہا بادشاہ سلامت! آپ کو مبارک ہو۔ آپ کا گھوڑا بالکل ٹھیک ہو گیا ہے۔

بادشاہ نے خوشی سے کہا۔ اچھا! شاباش تم نے اتنی اچھی خبر دی ہے۔ اس کے ٹھیک ہونے کی کوئی نشانی بتاؤ نا۔ تو اُس آدمی نے کہا۔ بادشاہ سلامت! جب میں اس کی طرف جا رہا تھا تو اس کے تڑپنے سے زمین ہل رہی تھی۔ اُسے اتنی درد تھی۔ مگر جب میں قریب آیا تو بالکل سکون سے لیٹا ہوا تھا‘‘

بادشاہ نے کہا اور بتاؤ۔

اس نے کہا۔ جب میں آ رہا تھا تو اس کے سانس کی آواز دور تک آ رہی تھی۔ جب میں قریب آیا تو بالکل ٹھیک تھا کوئی سانس کی آواز نہ تھی۔ پہلے اُس کا دل اس طرح دھڑک رہا تھا کہ جیسے سینے سے باہر نکل آئے گا۔ مگر جب میں قریب گیا تو دل کی کوئی آواز نہ تھی۔ میں نے اس کے سینے پہ کان لگا کے سُنا تو دل کی کوئی آواز نہ تھی۔‘‘

بادشاہ کا صبر جواب دے گیا۔ اُس نے کہا۔

’’کمبخت! یہ کیوں نہیں کہتا کہ گھوڑا مر گیا ہے۔‘‘

اس نے کہا ’’بادشاہ سلامت! میں نے یہ نہیں کہا یہ آپ ہی کہہ سکتے ہیں‘‘

بعد میں بادشاہ نے اُسے قتل کرنے کے بجائے انعام دے کر رخصت کیا۔ کیونکہ اُس نے اچھے طریق سے بات کی تھی۔

(واقعہ بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ۔ مجلس عرفان)

فقہی کارنر

سفر میں نمازِ جمعہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

سفر میں جمعہ کی نماز پڑھنا بھی جائز ہے اور چھوڑنا بھی جائز ہے۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سفر میں پڑھتے بھی دیکھا ہے اور چھوڑتے بھی دیکھا ہے۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک مقدمہ کے موقعہ پر گورداسپور تشریف لے گئے ہوئے تھے اور آپ نے فرمایا کہ آج جمعہ نہیں ہو گا کیونکہ ہم سفر پر ہیں۔

ایک صاحب جن کی طبیعت میں بے تکلفی ہے وہ آپ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ سنا ہے حضور نے فرمایا آج جمعہ نہیں ہو گا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ یوں تو ان دنوں گورداسپور میں ہی تھے مگر کسی کام کے لئے قادیان آئے تھے۔ ان صاحب نے خیال کیا کہ شائد جمعہ نہ پڑھے جانے کا ارشاد آپ نے اسی لئے فرمایا ہے کہ مولوی صاحب یہاں نہیں ہیں۔ اس لئے کہا حضور مجھے بھی جمعہ پڑھانا آتا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں آتا ہو گا مگر ہم سفر پر ہیں۔ ان صاحب نے کہا کہ حضور مجھے اچھی طرح جمعہ پڑھانا آتا ہے اور میں نے بہت دفعہ جمعہ پڑھایا بھی ہے۔ آپ نے جب دیکھا کہ ان صاحب کو جمعہ پڑھانے کی بہت خواہش ہے تو فرمایا کہ اچھا آج جمعہ ہو جائے۔ تو میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سفر کے موقع پر جمعہ پڑھتے بھی دیکھا ہے اور چھوڑتے بھی اور جب سفر میں جمعہ پڑھا جائے تو میں پہلی سنتیں پڑھا کرتا ہوں اور میری رائے یہی ہے کہ وہ پڑھنی چاہئیں کیونکہ وہ عام سنن سے مختلف ہیں اور وہ جمعہ کے احترام کے طور پر ہیں۔

(الفضل 24 جنوری 1942ء صفحہ 1)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

ایک سبق آموز بات

خواہشات کا غلام نہ بنیں

پُر اسائش زندگی کی خواہش کرنے کے بجائے سادہ طرز زندگی اپنائیں۔ خواہشات کے غلام نہ بنیں بلکہ خواہشات کو اپنا غلام بنائیں۔

بشریٰ سعید عاطف۔ مالٹا

طلوع وغروب آفتاب

22/جولائی 2022ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:25	19:04
مدینہ منورہ	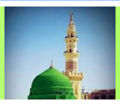	04:17	19:11
قادیان		04:02	19:32
ربوہ		03:42	19:12
اسلام آباد ٹلفورڈ		03:44	21:05